اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۱۵۱

الفضل

خطبہ نمبر

روزنامہ

ایڈیٹر:- غلام نبی

The DAILY ALFAZL QADIAN

قیمت ششماہی اندرون ہند ۴ عہ

قیمت ششماہی بیرون ہند ۹

جلد ۲۳	مورخہ ۴ محرم سنہ ۱۳۵۵ھ	یوم شنبہ	مطابق ۲۸ مارچ ۱۹۳۶ء	نمبر ۲۲۴

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۶ مارچ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق آج کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے ؛

سیدہ ام طاہر احمد حرم ثانی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت پہلے کی نسبت اچھی ہے ؛

مولوی جلال الدین صاحب شمس مبلغ انگلستان کی پھوپھی مائی کاکو صاحبہ دوسری بار حج بیت اللہ کر کے واپس آ گئی ہیں ؛

بابو محمد عبد اللہ صاحب ٹھیکیدار نے اپنے لڑکے بشیر احمد کی دعوت ولیمہ دی۔ جس میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی شمولیت فرمائی۔ اور دعا کی ؛

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

توبہ کرو کہ دنیا پر عظیم الشان آفات آنیوالی ہیں

"میں بار بار کہتا ہوں۔ کہ توبہ کرو۔ کہ زمین پر اس قدر آفات آنے والی ہیں۔ کہ جیسا کہ ناگہانی طور پر ایک سیاہ آندھی آتی ہے۔ اور جیسا کہ فرعون کے زمانہ میں ہوا۔ کہ پہلے تھوڑے نشان دکھلائے گئے۔ اور آخر وہ نشان دکھلایا گیا۔ جس کو دیکھ کر فرعون کو بھی کہنا پڑا۔ کہ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِیْلَ خدا عناصر اربعہ میں سے ہر ایک عنصر میں نشان کے طور پر ایک طوفان پیدا کرے گا۔ اور دنیا میں بڑے بڑے زلزلے آئیں گے۔ یہاں تک کہ وہ زلزلہ آ جائے گا۔ جو قیامت کا نمونہ ہے۔ تب ہر قوم میں ماتم پڑے گا۔ کیونکہ انہوں نے اپنے وقت کو شناخت نہ کیا یہی معنی خدا کے اس الہام کے ہیں۔ کہ دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا"

(حقیقۃ الوحی صـ۱۹۲)

ایک علمی مجلس میں عربی اور انگریزی میں دلچسپ تقریریں

قادیان ۲۶ مارچ۔ قادیان میں مجلس ارشاد کے نام سے ایک علمی مجلس حضرت میر محمد اسحٰق صاحب کے زیر اہتمام قائم ہے۔ جو ہر جمعرات کو اپنا اجلاس منعقد کر کے مختلف اصحاب سے چیدہ موضوعات پر مختلف زبانوں میں تقریریں کراتی ہے اور ہر تقریر کے اختتام پر سامعین کو مقرر کے پیش کردہ دلائل اور ان کی تصریحات کے متعلق سوالات کرنے کی دعوت دی جاتی ہے۔ آج اسی سلسلہ میں بعد نماز مغرب اس مجلس کے زیر اہتمام اور زیر صدارت حضرت میر محمد اسحٰق صاحب مجلس کا اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بھی مجلس کی حوصلہ افزائی کے لئے تشریف لائے۔ جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے عربی میں تقریر کرتے ہوئے ایک ہندو سے خدا تعالےٰ کے اپنی مخلوق پر بیجا رحم کے متعلق گفتگو کا واقعہ بیان کیا۔ تقریر کے اختتام پر مولوی ابوالعطاء اللہ دتا صاحب جالندھری نے ایک سوال کیا۔ جس کا آپ نے جواب دیا۔ اس کے بعد ماسٹر محمد حسن صاحب آسان نے انگریزی میں مسئلہ تناسخ پر تقریر کی اور دلائل کی رو سے اسے غلط ثابت کیا۔ تقریر کے اختتام پر بعض اصحاب نے سوالات کئے۔ جن کے انہوں نے جواب دیئے۔

آخر میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے مقررین کی تقریروں اور بعض حاضرین میں سے بعض کے سوالات کے متعلق اپنے زرین ارشادات سے مستفیض فرمایا۔ اسی سلسلہ میں حضور نے فرمایا۔ اگر ہر ہفتہ ایک زبان میں تقریریں کی جائیں۔ تو حاضرین کا وہ حصہ جو اس دوسری زبان سے ناواقف ہونے کے باعث اپنا نصف وقت ضائع کر دیتا ہے اس تضییع وقت سے بچ جائے۔

ساڑھے آٹھ بجے کے قریب اجلاس برخاست ہوا۔

صدر آل انڈیا نیشنل لیگ کا اعلان

ضلع گورداسپور کی نیشنل لیگوں کا صدر مقام قادیان ہوگا۔ ماتحت نیشنل لیگوں کو فراہمی چندہ میں اس کے ساتھ پورا تعاون کرنا چاہئے۔ چونکہ فریق مخالف شرم و حیا کے تمام بند توڑ چکا ہے اور ایسی دلآزار تحریک شائع کر رہا ہے۔ کہ اب صبر و ضبط کا یارا نہیں رہا۔ حکومت کے ذمہ دار افسران مجرمانہ سکوت میں مبتلا ہیں۔ ماتحت لیگیں ہر ممکن قربانی کرنے کیلئے تیار رہیں۔ پروگرام کی تکمیل مالی امداد کی محتاج ہے تمام لیگوں کو چاہئے کہ فوراً مالی اعتبار سے اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہوں۔

خاکسار بشیر احمد صدر آل انڈیا نیشنل لیگ لاہور

مسٹر کھوسلہ سشن جج گورداسپور کے فیصلہ کے خلاف نیشنل لیگ قادیان کا پہلا جلسہ عام

جناب شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی کی فیصلہ پر مدلل تنقید

قادیان ۲۶ مارچ آج نو بجے شب نیشنل لیگ قادیان کا ایک جلسہ زیر صدارت شیخ محمود احمد صاحب عرفانی ریتی چھلہ کے احاطہ میں منعقد ہوا۔ جناب صدر نے چند فقرات میں جلسہ کا افتتاح کیا۔ جناب شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی نے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخلص صحابیوں میں سے ہیں۔ ایک مختصر سی تمہید کے بعد کہ میرا بچپن میں قادیان آیا۔ اور اب ساٹھ سال کی عمر ہو گئی ہے۔ مگر اس عرصہ میں میں نے کبھی کسی مجمع میں تقریر نہیں کی۔ اور نہ میں کبھی سٹیج پر کھڑا ہوا۔ مگر مسٹر کھوسلہ کے فیصلہ نے مجھے مجبور کر دیا ہے۔ کہ میں اپنے درد دل کا اظہار کروں۔ اس فیصلہ کے متعلق تنقید شروع کی۔ جو لکھی ہوئی تھی۔ اور جس میں ہر ایک احمدی کے جذبات کی نہایت ہی عمدگی کے ساتھ ترجمانی کی گئی تھی۔ اور بتایا گیا تھا۔ کہ مسٹر کھوسلہ کے فیصلہ کے بارے ان اسی جج [illegible] لگا سکتا۔ اس تقریر کے فقرہ فقرہ کی سامعین نے پرجوش تائید کی۔ جناب شیخ صاحب کی تقریر کے بعد دو اردو اور ایک پشتو نظمیں پڑھی گئیں۔ ان میں بھی مسٹر کھوسلہ کے فیصلہ کے متعلق اظہار جذبات کیا گیا تھا۔ آخر میں جناب چوہدری اسد اللہ خان صاحب جو اسی وقت گاڑی سے آئے تھے۔ جلسہ گاہ میں تشریف لے آئے۔ حاضرین نے ان کا چوہدری اسد اللہ خان زندہ باد کے پر اخلاص نعرہ سے استقبال کیا۔ اور صاحب صدر کی درخواست پر

کیا چاہتا ہوں؟

از ماسٹر نعمت اللہ صاحب گوہر بی۔ اے

محبت میں اُن کی بھلا چاہتا ہوں
بتاؤ تو میں کیا بُرا چاہتا ہوں؟

بھلا چاہتا ہوں بُرا چاہتا ہوں
محبت کا چکھنا مزا چاہتا ہوں

جو دیدِ شہِ دوسرا چاہتا ہوں
تو گویا وصالِ خدا چاہتا ہوں

لعب لعل سے تیرے اے رشکِ عیسےٰ
دوا چاہتا ہوں۔ شفا چاہتا ہوں

فنا عشق میں ہو کے اے میرے آقا
بقا چاہتا ہوں۔ لقا چاہتا ہوں

نکو نام اچھا۔ کہ بدنام اچھا؟
تمہیں سے صنم فیصلہ چاہتا ہوں

یہ چاہت ہے اک چیستاں یا معمہ
نہ پوچھو یہ مجھ سے کہ کیا چاہتا ہوں؟

اگر درد ہے ابتدائے محبت!
تو اس درد کی انتہا چاہتا ہوں

وصالِ صنم، مرگِ ناگاہ دشمن
میں دنیا میں روزِ جزا چاہتا ہوں

جدائی کے صدمے اٹھانے ہیں مشکل
غمِ ہجر کی اک دوا چاہتا ہوں

دلِ غمزدہ کی تسلی کو گوہر
جمالِ رخِ دلربا چاہتا ہوں

ایک مبشر خواب

ایک مخلص دوست اپنے سفر حج کا ذکر کرتے ہوئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں لکھتے ہیں۔

جدہ میں میں نے ایک خواب دیکھا۔ کہ جیسے ایک میدان بنی ہوئی ہے۔ جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زیر صدارت جلسہ ہو رہا ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم خاموش ہیں۔ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ انہوں نے حضور کو ارشاد فرمایا ہے۔ کہ تقریر کریں۔ حضور نے پر لطف تقریر فرمائی۔ اس وقت حضور کا عمامہ مبارک گلاب کے پھول کی طرح چمک رہا تھا۔ اور میں حضور کی کرسی کے پیچھے کھڑا تھا۔ خاکسار

غلام حسنین احمدی۔ پی۔ ای۔ ایس پنشنر از جھنگ شہر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۴ محرم ۱۳۵۵ھ

خطبۂ جمعہ

آؤ ہم پھر خدا تعالیٰ کے حضور چلائیں اور اپنے آنسوؤں سے اپنی سجدہ گاہ کو تر کر دیں

احرار کی طرف سے انتہائی دل آزاری اور حکام کی انصاف کش غفلت شعاری کے خلاف خدا تعالیٰ کے حضور اپیل

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۲۰ مارچ ۱۹۳۶ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

میں اپنے گزشتہ خطبات میں اس امر کا ذکر کر چکا ہوں۔ کہ نہ تو وہ مخالفت ہمارے رستہ سے پوری طرح ہٹی ہے۔ جو سلسلہ احمدیہ کو نقصان پہونچانے کے لئے بعض

دشمنان سلسلہ کی سازش

سے شروع کی گئی تھی۔ اور نہ ایسے حالات ہی پیدا ہوئے ہیں۔ کہ جن کے ماتحت ہم یہ کہہ سکیں کہ قریب عرصہ میں وہ مخالفتیں خود بخود دب جائیں گی۔ یا بیٹھ جائیں گی۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے نشان

بے شک ظاہر ہوئے ہیں۔ اور اس کی تائید ہمیں حاصل ہوئی ہے۔ مگر وہ ایسی صورت میں ہے۔ کہ ابھی دشمن اس سے مرعوب نہیں ہوا۔ گویا وہ

پہلی رات کا چاند

ہے۔ جسے تیز نظر والوں نے تو دیکھ لیا۔ مگر کمزور نظر والے ابھی محروم ہیں۔ روحانی آنکھ کو تو وہ تائید و نصرت نظر آرہی ہے۔ مگر جن کی روحانیت مردہ ہے۔ انہیں وہ تائید و نصرت نظر نہیں آرہی۔ اس لئے اس سے عبرت پکڑنے کے لئے وہ ابھی تیار نہیں ہیں۔ اور فائدہ اٹھانے کے لئے آمادہ نظر نہیں آتے۔

پس ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم ان تمام سامانوں کو اور ان تمام ذرائع کو۔ اور ان تمام تدابیر کو اختیار کریں۔ جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں

سلسلۂ عالیۂ احمدیہ کی ترقی کے لئے

اور اس کے مخالفوں کی شرارتوں کو دور کرنے کے لئے عطا فرمائی ہیں۔ اور اپنی طرف سے جدوجہد۔ سعی۔ اور کوشش میں کسی قسم کی کوئی کمی نہ آنے دیں۔ کیونکہ روحانی سلسلوں کے تمام امور کی بنیاد دو ہی چیزوں پر ہوتی ہے۔ ایک طرف بندے کی انتہائی کوشش۔ اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کا انتہائی فضل۔ روحانی سلسلے چونکہ کمزور جماعتوں سے چلائے جاتے ہیں۔ ان کے افراد بہت تھوڑے ہوتے ہیں۔ ان کے پاس سامان نہایت ہی کم ہوتا ہے۔ دنیوی طور پر ان سامانوں اور ان افراد سے کامیابی کا مونہہ دیکھنا مشکل ہوتا ہے۔ اس لئے جو کمی اس کوشش اور سامانوں کی قلت اور افراد کی کمی کی وجہ سے رہ جاتی ہے۔ اسے

اللہ تعالیٰ کا فضل

پورا کر دیتا ہے۔

پس یہ دو چیزیں مل کر جماعت روحانی جماعتوں کی کامیابی کا موجب ہوتی ہیں۔ اور یہی ہماری کامیابی کا موجب ہو سکتی ہیں۔ ایک طرف خدا تعالیٰ کا ہم سے تقاضا ہے۔ کہ ہمارے پاس جو کچھ ہے۔ وہ اس کے قدموں میں لا ڈالیں اور اس کے دین کے لئے قربان کر دیں۔ اور دوسری طرف اس کا وعدہ ہے۔ کہ باقی کمی وہ اپنے فضل سے پوری کر دے گا۔ خدا تعالیٰ تو

وعدوں کا سچا

ہے۔ اس کی کوئی بات غلط نہیں ہو سکتی۔ پس اگر کوئی نقص ہو۔ اور نتائج صحیح نہ نکلیں۔ اگر کامیابی کے آنے میں دیر لگے۔ تو قطعی طور پر ایک ہی نتیجہ اس سے نکل سکتا ہے۔ کہ جس حد تک ہم سعی کر سکتے تھے اس حد تک ہم نے سعی نہیں کی۔

اگر خدانخواستہ ہمیں ناکامی حاصل ہو۔ تو

سوائے تین باتوں کے

کوئی چوتھی بات نہیں ہو سکتی۔ یا تو یہ کہ ہم نے اپنا فرض ادا کرنے میں کوتاہی کی۔ یا یہ کہ خدا تعالیٰ نے اپنی ذمہ داری ادا کرنے میں کوتاہی کی۔ اور یا یہ کہ جس سلسلہ کو ہم روحانی سمجھتے تھے۔ وہ روحانی نہیں تھا۔ بلکہ دنیوی تھا خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کی نصرت کا کوئی وعدہ نہ تھا۔ پس یہ تین ہی پہلو اس کی ناکامی کے ہو سکتے ہیں۔ چوتھا کوئی نہیں۔ اول یہ کہ

یہ سلسلہ خدا تعالیٰ کی طرف سے

ہے۔ اس میں تو ہمارے لئے کسی شک کی گنجائش ہی نہیں۔ دوم۔ یہ کہ خدا تعالیٰ اپنی ذمہ داریوں کو پوری طرح ادا کرنے والا ہے۔ اس میں بھی ہمیں کوئی شک و شبہ نہیں ہو سکتا۔ پس اگر کوئی بات باقی رہ جاتی ہے۔ تو یہی کہ کوتاہی ہم سے ہوئی اور ہماری غلطیوں سے کامیابی میں دیر ہو گئی اور مخالفتوں میں ترقی ہو گئی۔

پس ہمارا فرض ہے۔ کہ اپنی ذمہ داری کو سمجھتے ہوئے اور اپنے فرائض کو یاد رکھتے ہوئے ان تمام تدابیر کو اختیار کریں۔ جو اللہ تعالیٰ نے اسلام اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ترقی کے لئے مہیا فرمائی ہیں۔ اور جیسا کہ میں نے بتایا تھا۔ ان میں سے بہت بڑی تدبیر

دعا اور انابت الی اللہ

کی ہے۔ دنیوی سامان اور دنیوی تدابیر جہاں کارگر نہ ہوں ، جا

جہاں پہونچ کر وہ بیکار ثابت ہوتی ہیں۔ جہاں وہ بعض وقت مضحکہ خیز بن جاتی ہیں۔ وہاں صرف دعا ہی ایک ایسا ہتھیار رہتا ہے۔ جو آسمان سے فرشتوں کی فوج لے آتا ہے۔ اور زمینی روکوں کو دور کر کے شرارت کو ملیامیٹ کر دیتا ہے۔ میں نے بتایا ہے۔ کہ بعض دفعہ

ظاہری تدابیر مضحکہ خیز نظر آتی ہیں

اس سے میری مراد یہ ہے۔ کہ الہٰی سلسلوں کے افراد کے پاس جو سامان ہوتا ہے۔ وہ نہایت قلیل اور کام نہایت عظیم الشان ہوتا ہے۔ ظاہر بین نگاہ میں وہ تدابیر اور سامان ہیچ ہوتے ہیں۔ اور کام کے مقابلہ میں ان کی کوئی حقیقت معلوم نہیں ہوتی۔ دیکھنے والا ظاہر بین خیال کرتا ہے۔ کہ یہ لوگ حماقت کی بات کر رہے ہیں۔ بالکل اسی طرح جس طرح کہتے ہیں۔ کہ ایک پرندہ رات کو ٹانگیں آسمان کی طرف کر کے سوتا ہے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ جب دوسرے پرندوں نے اس سے دریافت کیا۔ کہ تم ایسے کیوں کرتے ہو۔ تو اس نے کہا۔ کہ شائد رات کو جب ساری دنیا سوئی ہوئی ہوتی ہے آسمان گر پڑے۔ میں ٹانگیں اس لئے اوپر کرتا ہوں۔ کہ اسے سہارا دے کر روک لوں۔ تا دنیا نیچے آ کر تباہ نہ ہو جائے۔ یہ ایک مثال بنائی گئی ہے۔ اسی قسم کی مضحکہ خیز صورتوں کی جیسی میں نے بیان کی ہے۔ جب کام بہت بڑا ہو۔ طاقت بہت کم ہو۔ اور بوجھ بہت زیادہ۔ اس وقت جو تھوڑی سی طاقت والا بڑا بوجھ اٹھانے کو تیار ہو جاتا ہے۔ دنیا کی نظر میں اس کی یہ حرکت مضحکہ خیز ہوتی ہے۔ لیکن جس وقت کوئی ایسا انسان جس کے پیچھے۔ ایمان۔ قربانی۔ اور

ایثار کی روح

کام کر رہی ہو۔ اپنی طاقت سے بہت زیادہ بوجھ اٹھانے کے لئے آگے بڑھتا ہے۔ تو وہ نظارہ ایک سمجھدار انسان کے لئے رقت انگیز ہوتا ہے۔ مضحکہ خیز نہیں ہوتا۔ ایک مجنون اور پاگل۔ احمق اور بے وقوف جب وہی کام کرتا ہے۔ تو وہ مضحکہ خیز ہوتا ہے۔ لیکن جب مومن۔ بہادر اور جری مومن خدا تعالیٰ کے نام پر ہر چیز قربان کر دینے کا ارادہ رکھنے والا مومن آگے بڑھتا ہے۔ تو دیکھنے والوں کو ہنسی نہیں آتی۔ بلکہ ان کے دل درد سے پُر ہو جاتے۔ اور آنکھیں آنسوؤں سے بھر جاتی ہیں۔

بدر کے موقعہ پر

ایک ہزار تجربہ کار سپاہی جن پر عرب کی قوم کو فخر تھا۔ جن پر مکہ کے لوگ ناز کرتے تھے۔ جن کو قریش کا قیمتی سرمایہ کہا جاتا تھا جو صنادید عرب کہلاتے تھے۔ جو اہل عرب کی بڑی سے بڑی مجلسوں میں مسند پر بیٹھنے والے تھے۔ تجربہ کار اور پورے ساز و سامان کے ساتھ اس ارادہ سے آئے۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کے صحابہ کو آج ان کے بلند و بالا دعاوی کی وجہ سے پوری طرح سزا دے کر جائیں گے۔ جس وقت ان کے مقابلہ میں وہ

تین سو تیرہ

لوگ جن میں سے بعض تلوار چلانا بھی نہ جانتے تھے۔ کئی ایسے تھے جن کے پاس تلواریں بھی ہی نہیں۔ جن میں سے اکثروں کے پاس کو اریاں بھی نہ تھیں۔ کھڑے ہوئے تو ظاہری نگاہ میں ان کا یہ فعل مضحکہ خیز تھا۔ اور کہنے والوں نے کہہ بھی دیا۔ کہ جاؤ اپنے گھروں کو چلے جاؤ۔ تم ہمارے بھائی ہو۔ اور ہم اپنے بھائیوں کے خون سے زمین کو رنگنا نہیں چاہتے۔ لیکن دوسری طرف ان تیز نظر لوگوں نے جو گو اسلام سے محروم تھے۔ مگر ظاہری عقل سے حصہ وافر رکھتے تھے۔ اندازہ کر لیا تھا۔ کہ یہ معمولی لوگ نہیں ہیں۔ اہل عرب نے اپنے ایک تجربہ کار جرنیل کو اسلامی سپاہ کا جائزہ لینے کے لئے بھیجا۔ اس نے واپس آ کر ان کو جو جواب دیا۔ وہ بتاتا ہے کہ وہ شخص بہت گہری نظر والا تھا۔ اس نے آ کر کہا کہ آدمی تو ان کے تین سو کے لگ بھگ ہیں۔ لیکن اے قوم کے سردارو میں تمہیں مشورہ دیتا ہوں کہ ان سے لڑائی نہ کرو۔ کیونکہ میں نے گھوڑوں پر آدمی نہیں بلکہ موتیں سوار دیکھی ہیں۔ مجھے ان کے چہروں سے نظر آتا ہے۔ کہ یا تو وہ ہمارے خون سے آج اس میدان کو رنگ دیں گے۔ اور یا ایک ایک کر کے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) پر جان دے دیں گے۔ اگر تم ہر گھر میں ماتم بپا دیکھنا نہیں چاہتے۔ تو آج واپس چلے جاؤ۔ ورنہ یہ خیال مت کرو۔ کہ مسلمان پیٹھ دکھا کر بھاگ جائیں گے۔

یہ مقابلہ بھی ایک ظاہر بین نگاہ کے لئے اسی طرح مضحکہ خیز تھا۔ جیسے احد کا۔ اس دن منافقوں نے صاف لفظوں میں کہہ دیا تھا کہ اگر ہم جانتے کہ لڑائی ہوگی۔ تو ضرور جاتے مگر یہ تو ہم سمجھا بیوقوفی کی بات تھی کجا مکہ کے تجربہ کار اور بہادر اور کجا یہ تھوڑے سے سپاہی بدر کی جنگ دنیا داروں کی نگاہ میں اس سے بھی زیادہ غیر مساوی مقابلہ کی تھی۔ اور اس لئے ان کی نگاہ میں مضحکہ خیز۔ لیکن اس دن بھی واقعات نے بتا دیا۔ کہ انسانی تدابیر جہاں جا کر رہ جاتی ہیں۔ وہاں

الہٰی نصرت

غیر معمولی سامان کامیابیوں کے پیدا کر دیتی ہے مکہ والوں نے جلدی کر کے اس جگہ پر قابو پا لیا جو ان کے نزدیک لڑائی کے لئے زیادہ مفید ہو سکتی تھی۔ وہ زمین مضبوط تھی۔ جس پر پاؤں زیادہ مضبوطی سے رکھا جا سکتا تھا۔ مگر مسلمانوں کے لئے جو جگہ خالی تھی وہ ریتلی تھی۔ جس میں عام حالات میں قدم جمانا مشکل تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا کر دیئے۔ جنہوں نے حالات کو بالکل بدل دیا۔ بادل برسے جس سے سخت زمین پھسلنی ہو گئی۔ اور ریتلی جگہ ٹھوس بن گئی۔ وہی زمین جو دھوپ میں سخت اور آرام دہ تھی۔ بارش کے بعد پھسلنی ہو گئی۔ اور ریتلی بارش کے بعد مضبوط ہو گئی۔ پھر ادھر سے اللہ تعالیٰ نے آندھی چلا دی جس طرف مسلمانوں کی پیٹھیں تھیں۔ اس وجہ سے گرد و غبار اور کنکر کفار کی آنکھوں میں پڑتے تھے۔ اور ان کے زور سے چلائے ہوئے تیر بھی مسلمانوں تک نہ پہونچتے تھے۔ مگر مسلمانوں کا کمزور سے کمزور تیر بھی ان تک جا پہونچتا تھا۔ مسلمان دشمن کو دیکھتے تھے۔ مگر وہ انہیں بوجہ آنکھوں میں گرد و غبار پڑنے کے اچھی طرح نہ دیکھ سکتے تھے۔ یہ سب سامان اللہ تعالیٰ نے پیدا کئے۔ ورنہ نہ بادل انسان کے اختیار میں ہیں۔ اور نہ ہوائیں بندہ کے قبضہ میں۔ اسی طرح

جنگ احزاب کے موقعہ پر

جیسا کہ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے۔ منافق مدینہ کی گلیوں میں یہ کہتے تھے۔ کہ یہ مسلمان تو کہا کرتے تھے۔ کہ دنیا کی بادشاہت ہمیں مل جائے گی۔ آج ان کی عورتوں کے لئے پاخانہ پھرنے کی جگہ بھی نہیں رہی۔ کہاں گئے ان کے وہ دعاوی۔ اس جنگ میں دس ہزار کفار کا لشکر مسلمانوں کے مقابل پر تھا۔ اور سارے عرب قبائل جمع ہو کر آئے تھے۔ ادھر یہودیوں نے مدینہ میں بغاوت کر دی تھی۔ اس وقت سوائے اس کے کہ مسلمان خندق بنا لیتے۔ ان کے

بچاؤ کی کوئی صورت

نظر نہ آتی تھی۔ چنانچہ حضرت سلمان فارسی کے مشورہ سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو حکم دیا۔ کہ خندق کھود دیں۔ اور جب وہ خندق کھود رہے تھے۔ تو ایک پتھر ایسا آیا۔ جو ٹوٹنے میں نہ آتا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی گئی۔ آپ وہاں تشریف لائے۔ اور جب زور سے کدال مارا۔ تو پتھر میں سے آگ نکلی۔ اور آپ نے

زور سے نعرۂ تکبیر بلند کیا

صحابہ نے بھی نعرہ لگایا۔ پھر کدال مارا۔ تو پھر آگ نکلی۔ اور آپ نے پھر نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ اور صحابہ نے بھی آپ کی تقلید کی۔ تیسری دفعہ مارا۔ تو پھر آگ نکلی۔ اور آپ نے پھر زور سے اللہ اکبر کہا۔ اور صحابہ نے بھی ایسا ہی کیا۔ جب وہ پتھر ٹوٹ گیا۔ تو آپ نے صحابہؓ سے دریافت کیا۔ کہ تم نے نعرے کیوں لگائے ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا۔ کہ آپ نے لگائے تھے۔ اس لئے ہم نے بھی لگائے۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں میں نے تین بار نعرہ تکبیر بلند کیا۔ جس کی وجہ یہ تھی۔ کہ جب پہلی دفعہ پتھر میں سے آگ نکلی۔ تو میں نے اس شعلہ میں یہ نظارہ

دیکھا۔ کہ مسلمانوں کے ہاتھوں قیصر کے قلعے تباہ ہو گئے ہیں۔ دوسرے شعلہ میں مجھے کسریٰ کے قلعوں کی تباہی کا نظارہ دکھائی دیا۔ اور تیسرے میں حمیر کے قلعے بھی سرنگوں نظر آئے۔ اس وقت بھی منافقوں نے ہنسی اڑائی۔ اور کہا۔ کہ جان بچانے کے لئے خندق کھود رہے ہیں۔ اور مدینہ سے باہر نہیں نکل سکتے۔ مگر خواب دیکھ رہے ہیں قیصر و کسریٰ کے محلات کے۔ گویا وہ زمانہ مسلمانوں کے لئے اس قدر مشکلات کا زمانہ تھا۔ کہ منافق جو بزدل ہوتے ہیں۔ وہ بھی دلیری سے ان پر ہنسی کرنے لگ گئے تھے قرآن کریم نے بھی غزوہ احزاب یا خندق کا نظارہ بیان کر کے بتایا ہے۔ کہ اس وقت مسلمانوں کی یہ حالت تھی۔ کہ گویا وہ زلزلہ میں مبتلا ہیں۔ اور زمین اپنی فراخی کے باوجود ان پر تنگ ہو گئی تھی۔ بظاہر اس

زبردست لشکر

کے مقابل صحابہ کا زور نہیں چلتا تھا۔ مگر پندرہ روز کے بعد آدھی رات کے وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آواز دی۔ اور فرمایا۔ کوئی ہے۔ مگر کسی نے جواب نہ دیا۔ ایک صحابی نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ میں حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ تم نہیں۔ کوئی اور۔ پھر فرمایا۔ کوئی جاگتا ہے۔ مگر کوئی نہ بولا۔ اسی صحابی نے پھر کہا۔ یا رسول اللہ میں حاضر ہوں۔ مگر آپ نے پھر فرمایا۔ تم نہیں۔ کوئی اور۔ اور پھر تیسری دفعہ آواز دی۔ مگر پھر بھی کوئی نہ بولا۔ اور پھر اسی نے آواز دی۔ اور آپ نے فرمایا۔ کہ جاؤ دیکھو۔ مجھے اللہ تعالےٰ نے اطلاع دی ہے

کفار کا لشکر تتر بتر ہو گیا

ہے۔ وہ صحابی باہر نکلے۔ تو دیکھا۔ کہ سب میدان خالی پڑا ہے۔ نہ غنیم کا کوئی خیمہ تھا۔ اور نہ سامان۔ ایک اور صحابی بیان کرتے ہیں۔ کہ میں اس وقت جاگتا تھا۔ مگر سردی شدید تھی۔ اور کپڑے ناکافی تھے۔ اور سردی کی وجہ سے باوجود جاگنے کے مُنہ سے بات نہ نکلتی تھی۔ کفار کے بھاگنے کا واقعہ یہ ہے۔ کہ ایک عرب سردار کی آگ بجھ گئی۔ اہل عرب اس بات کو منحوس خیال کرتے تھے۔ اس نحوست کے دُور کرنے کے لئے اس قبیلہ نے اپنے رواج کے مطابق یہ طریق تجویز کیا۔ کہ رات کے وقت اپنے خیمے وہاں سے اٹھا کر چند میل کے فاصلہ پر پرے جا کر لگائیں۔ اور اگلے روز پھر وہیں آ لگائیں۔ اور جب رات کو چپکے سے انہوں نے خیمے اکھاڑنے شروع کئے۔ تو ساتھ والوں نے خیال کیا۔ کہ شکست ہو گئی ہے۔ اور یہ لوگ بھاگ رہے ہیں۔ انہوں نے بھی فوراً اپنے خیمے اٹھانے شروع کر دیئے۔ ان کو دیکھ کر ان کے پاس والوں نے ایسا ہی کیا حتےٰ کہ جب ابوسفیان کو جو اس لشکر کا سپہ سالار تھا۔ خبر ہوئی۔ تو اس نے خیال کیا۔ کہ مسلمانوں نے شب خون مارا ہے۔ اس لئے یہاں سے جلدی بھاگنا چاہیئے چنانچہ وہ اس قدر گھبرایا۔ کہ اونٹ کو کھولے بغیر ہی اس پر سوار ہو کر اسے مارنے لگ گیا۔ مگر وہ چلتا کس طرح۔ آخر اس کے کسی ساتھی نے اس پر اس کی غلطی کو واضح کیا۔ یہ الہٰی نصرت تھی جس نے اس وقت جب

انسانی تدابیر بیکار

ہو چکی تھیں۔ آسمان سے نازل ہو کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو نجات دی۔ پس آسمانی نصرت اسی وقت آتی ہے جب ساری تدابیر انتہا کو پہونچ کر ختم ہو جاتی ہیں۔ اور کامیابی کے قریب بھی نہیں پہونچ سکتیں جب وہ دُنیادار نگاہوں میں مضحکہ خیز اور روحانی نظر والوں کے لئے رقت انگیز ہو جاتی ہیں۔ اس وقت خدا تعالےٰ کے فضل کے دروازے کھلتے ہیں۔ مگر اس کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ بندہ چلائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے۔ کہ دُنیا میں

محبت کا بہترین مظاہرہ

وُہی ہوتا ہے۔ جو ماں کو اپنے بیٹے سے ہوتا ہے بسا اوقات ماں کی چھاتیوں میں دودھ خشک ہو جاتا ہے۔ مگر جب بچہ روتا ہے۔ تو دودھ اتر آتا ہے۔ پس جس طرح بچے کے روئے بغیر ماں کی چھاتیوں میں دودھ نہیں اتر سکتا۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ نے بھی اپنی رحمت کو بندہ کے رونے اور چلانے سے وابستہ کر دیا ہے۔ جب بندہ چلاتا ہے۔ تو رحمت کا دودھ اترنا شروع ہوتا ہے اس لئے جیسا کہ میں نے بتایا تھا۔ ہمیں چاہیئے۔ کہ اپنی طرف سے انتہائی کوشش کریں۔ مگر وہ کوشش نہیں۔ جو منافق مراد لیا کرتے ہیں۔ اور اس کے بعد جس حد تک زیادہ سے زیادہ دعاؤں کو لے جا سکتے ہیں۔ لے جائیں۔

پچھلے سال میں نے

سات روزے

مقرر کئے تھے۔ مگر چونکہ فتنہ ابھی جاری ہے شرارت کا سلسلہ بند نہیں ہوا۔ مخالفوں نے اللہ تعالےٰ کی تنبیہ سے عبرت حاصل نہیں کی اور گزشتہ عذاب سے اپنی اصلاح نہیں کی اس لئے آؤ۔ ہم پھر خدا تعالےٰ کے حضور چلائیں۔ تا جس طرح بچہ کے رونے سے ماں کی چھاتیوں میں دودھ اتر آتا ہے۔

آسمان سے ہمارے رب کی نصرت نازل ہو

اور وہ روکیں اور مشکلیں جو ہمارے رستہ میں ہیں دور ہو جائیں۔ بعض مشکلات ایسی ہیں۔ جن کا دُور کرنا ہمارے اختیار میں نہیں۔ ہم دُشمن کی زبان کو بند نہیں کر سکتے۔ اور اس کے قلم کو نہیں روک سکتے۔ ان کی زبان اور قلم سے وہ کچھ نکلتا رہتا ہے جسے سننے اور پڑھنے کی ہمیں تاب نہیں۔ ہم نے بارہا حکومت کو توجہ دلائی ہے مگر اس کے کان ہماری بات سننے سے بہرے ہیں۔ وہی باتیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق کہی جاتی ہیں۔ اگر کسی اور کے متعلق کہی جاتیں تو ملک میں آگ لگ جاتی۔ مگر وہ باتیں متواتر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق کہی جاتی ہیں۔ لیکن کہنے والوں کو کوئی گرفت نہیں کی جاتی۔ حتیٰ کہ ہمیں تو یہاں تک رپورٹ پہونچی ہے کہ بعض مخالفوں کے حلقوں میں یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ ہمیں افسروں نے یقین دلایا ہے کہ

احمدیوں کے خلاف جو چاہو لکھو

کوئی گرفت نہ ہوگی۔ ہمیں یقین ہے۔ کہ یہ بات ساری حکومت کی طرف سے نہیں۔ ایک یا دو افسروں پر یہ الزام ہے۔ گو ہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے۔ کہ یہ ان کے متعلق بھی صحیح ہے۔ یا غلط۔ مگر واقعات طبیعت کو اس کی صحت کی طرف مائل ضرور کرتے ہیں کیونکہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق متواتر ایسی باتیں کہی جاتی ہیں۔ جو اگر کسی اور کے متعلق ایک دفعہ بھی کہی جائیں۔ تو حکومت کبھی خاموش نہ رہتی۔ تو اس کی کوئی وجہ ہونی چاہیئے۔ کم سے کم سو مرتبہ اخباروں میں آپ کو کذاب یا دجال یا شرابی کہا گیا ہے۔ اگر کم سے کم سو دفعہ میں ایسی گالیاں نہ دکھا سکوں۔ تو حکومت بے شک میری بات نہ مانے۔ لیکن اگر سو سے زیادہ دفعہ دشمنوں کے اخباروں میں یہ باتیں چھپی ہوں۔ تو

ذمہ وار افسروں کو یاد رکھنا چاہیئے

کہ اس ساری غفلت کا جواب انہیں خدا تعالےٰ کے سامنے دینا ہوگا۔ اور دُنیا کی نگاہوں میں بھی وہ قابل ملامت ٹھہریں گے۔ ہم ایک طرف انگریزی قانون کے الفاظ چھاپیں گے۔ اور دوسری طرف وہ گالیاں جو احراری اخباروں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دی جاتی ہیں۔ اور برطانوی پبلک سے اپیل کریں گے۔ کہ اس طرح اس کے اچھے نام کو اس کے نوکر بدنام کر رہے ہیں۔ اور

انصاف کا خون کیا جا رہا ہے

ہم ایک طرف دنیا کو ان مظالم سے مطلع کریں گے۔ تو دوسری طرف اپنے رب سے اپیل کریں گے۔ یہاں تک کہ اس ظلم کے ذمہ دار حکام

چکی کے دو پاٹوں کے درمیان

آجائیں گے۔ ایک طرف خدا کی لعنت ان پر برسے گی۔ اور دوسری طرف شریف الطبع انسان خواہ کسی قوم اور مذہب سے تعلق رکھتے ہوں۔ ان کے افعال پر اظہار نفرت و ملامت کریں گے۔ میں ہرگز نہیں مان سکتا۔ کہ اگر ہمارے اخبارات میں یہی الفاظ یسوع کے متعلق استعمال کئے جائیں۔ اگر انہیں دجال لکھا جائے۔ یا یہ لکھا جائے۔ کہ

ناصرہ کا رہنے والا

ایک شرابی تو گورنمنٹ کی رگ حمیت جوش میں نہ آئے۔ اگر یہی الفاظ ان اقوام کے بزرگوں کے متعلق استعمال کئے جائیں۔ جو احرار کی پیٹھ ٹھونک رہی ہیں۔ اگر یہ سکھ گوروؤں کے متعلق لکھے جائیں۔ ہندو رشیوں منیوں کے متعلق لکھے جائیں۔ اور ان لوگوں کے علماء کے متعلق بولے جائیں۔ جو اپنے آپ کو اکثریت میں بتاتے ہیں۔ تو ہندوستان میں آگ نہ لگ جائے۔ اور حکومت کا قانون حرکت میں نہ آئے۔ لیکن یہ الفاظ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق روز استعمال کئے جاتے ہیں۔ اور حکومت بار بار توجہ دلائے جانے کے باوجود خاموش ہے۔

ہمارا صرف ایک ہی قصور

ہے۔ اور وہ یہ کہ ہم تھوڑے ہیں۔ اور حکومت کے وفادار ہیں۔ اس لئے ہماری طرف سے بار بار توجہ دلائے جانے کے باوجود حکومت ٹس سے مس نہیں ہوتی۔ اگر میں

کم سے کم سو ایسے حوالے

دکھا سکوں۔ جن میں سے ایک بھی اگر کسی اور قوم کے پیشوا کے متعلق استعمال کیا جاتا تو ملک میں آگ لگ جاتی۔ تو کوئی قوم ہمارے صبر اور امن پسندی پر حرف نہیں لا سکتی۔ مگر حکومت ہمیں مجبور کرتی ہے۔ کہ ہم بھی وہی الفاظ دوسروں کے متعلق دہرائیں۔ اور جب ہم ایسا کریں۔ تو اس کا کوئی حق نہیں ہوگا۔ کہ ہم پر اعتراض کرے۔ اور اگر وہ ہم پر اعتراض کرے گی۔ تو آنے والے مورخ ہمیں حق بجانب قرار دیں گے۔ حکومت کو نہیں۔ اگر یہ باتیں جائز ہیں۔ اور جیسا کہ حکومت نے اپنے فعل سے بتا دیا ہے۔ جائز ہیں۔ تو ایسا ہی رویہ اختیار کرنے پر اسے کوئی حق نہیں ہوگا۔ کہ ہم سے باز پرس کرے۔

ہم حکومت سے کسی فائدہ کی توقع نہیں رکھتے

بلکہ صرف یہی کہتے ہیں۔

مرا ز خیر تو امید نیست بد مرساں

یعنی مجھے تجھ سے کسی بھلائی کی امید نہیں مگر کم سے کم یہ کر کہ نقصان تو نہ پہنچا۔ ہمیں

ایک لمبے تجربہ کی بناء پر

یہ امید ہی نہیں رہی۔ کہ حکومت پنجاب کا وہ عملہ جس کے سپرد ان امور کا تصفیہ ہے۔ ہمارے احساسات کا احترام کرے گی۔ مگر اب احمدی نوجوان اس جائز بدلہ کے لینے کے لئے بیتاب ہو رہے ہیں۔ اور نیشنل لیگ میں سنتا ہوں۔ کہ اپنا پروگرام مکمل کر چکی ہے۔ اور اگر وہ ایسا کرے۔ تو چونکہ حکومت اپنے فعل سے بانیان مذاہب اور

ہادیان طریقت

کے متعلق ایسے الفاظ کا استعمال جائز قرار دے چکی ہے۔ کوئی وجہ نہیں۔ کہ میں اپنے نوجوانوں کو اس فعل سے روکوں۔ یہ وہ اخلاق ہیں۔ جن کی صحت پر تمام قوموں کے نمائندوں کی مہر ثبت ہو چکی ہے۔ اور حکومت نے بھی اسے اپنے عمل سے حدود قانون کے اندر قرار دے دیا ہے۔ پس اب میرا فرض نہیں کہ خود دخل دوں۔ میں پہلے ان باتوں سے روکتا تھا۔ مگر افسوس کہ میرے اخلاق سے ناجائز فائدہ اٹھایا گیا۔ مگر یہ سب باتیں دنیوی تدابیر ہیں۔ اگر جماعت ایسا کرے تو وہ صرف الزامی جواب دے گی۔ مگر اس فعل سے ان باتوں کا ازالہ نہیں ہو سکتا بلاشبہ ہمیں سے کمزور دلوں کی اس سے تسلی بھی ہو جائے گی۔ مگر حقیقی روحانیت سے مس رکھنے والے ان باتوں سے تسلی نہیں پا سکتے۔ جب تک وہ زبانیں کھلی ہیں۔ جن پر یہ الفاظ جاری ہوتے ہیں۔ جب تک وہ ہاتھ حرکت کرتے ہیں۔ جو ایسی باتیں لکھتے ہیں جب تک وہ دماغ موجود ہیں۔ جن میں یہ خیالات دوڑتے ہیں۔ جب تک وہ دل باقی ہیں۔ جن میں ایسے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ اور جب تک دوبارہ ان باتوں کے کہے یا لکھے جانے کا امکان ہے۔ اس وقت تک

کوئی احمدی چین کا سانس نہیں لے سکتا

مگر جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ ان کا ہٹانا ہمارے اختیار میں نہیں۔ یہ خدا کے اختیار میں ہے۔ اور وہ دونوں طرح ان باتوں کو دور کر سکتا ہے۔ وہی دل جو آج نفرت سے بھرے ہوئے ہیں۔ ان میں محبت کے جذبات پیدا کر کے بھی ہٹا سکتا ہے۔ اور ایسے لوگوں کو تباہ اور ان کے گھروں کو ویران کر کے بھی ہٹا سکتا ہے۔ حکومت ہمارے ہاتھوں کو پکڑ سکتی ہے۔ مگر وہ خدا کے ہاتھوں کو کس طرح پکڑ سکتی ہے۔ جن ہاتھوں میں وہ خود بھی ایک قیدی کی طرح ہے۔ ہماری توپیں زمین پر نہیں بلکہ آسمان پر ہیں۔ حکومت توپیں بنواتی ہے۔ جن کے گولے ۱۵، ۲۰ میل تک مار کر سکتے ہیں۔ مگر ہم وہ توپیں تیار کریں گے۔ جو عرش سے گولے پھینکتی۔ اور

فرش پر رہنے والوں کو ملیا میٹ

کر دیتی ہیں۔ گورنمنٹ کی گرفت صرف ان لوگوں تک ہے۔ جو اس کی حکومت کے ماتحت ہیں۔ مگر ہم وہ وارنٹ جاری کرائیں گے۔ جن سے دنیا کے بادشاہ بھی گرفتار کئے جا سکتے ہیں ہم نے ایک لمبے عرصہ تک ان باتوں کو سنا اور صبر کیا۔ دیکھا اور خاموش رہے۔ ہم نے التجائیں کیں۔ مگر انہیں ٹھکرا دیا گیا۔ ہم نے عرضیں کیں۔ مگر ان پر کان نہیں دھرے گئے۔ لیکن جب تک وہ تحریریں موجود ہیں۔ جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو شرابی کہا گیا۔ اور دجال لکھا گیا ہے اور جب تک حکومت ان کا بدلہ نہیں لیتی ہم کبھی چپ نہ ہوں گے۔ اور جو ہم نہ کر سکیں گے وہ خدا تعالیٰ کرے گا۔ جہاں ہمارے ہاتھ روکے جائیں گے۔ وہاں فرشتے کام کریں گے

زمین پر امن قائم نہیں ہوگا

جب تک ہمارے دلوں میں امن قائم نہیں ہوتا۔ آسمان تیر اندازی بند نہیں کریگا۔ جب تک ہمارے قلوب پر ان تیروں کا چلایا جانا ختم نہ ہوگا۔ پس بجائے اس کے

سات روزے رکھیں

جو اگلے ہفتہ سے شروع کر کے ہر پیر کے دن رکھے جائیں۔ اور چونکہ نفلی روزے سفر میں بھی رکھے جا سکتے ہیں۔ اس لئے جو سفر میں ہوں۔ وہ بھی رکھیں۔ اور اگر کوئی مسافر یا بیمار ہونے کی وجہ سے پیر کے دن روزہ نہ رکھ سکے۔ تو وہ جمعرات کے دن رکھے۔ اور اس طرح چالیس دنوں میں یہ ختم کئے جائیں۔ اور ان دنوں میں ملکر بھی اور انفرادی طور پر بھی ایسی دعائیں کی جائیں۔ جو

عرش الٰہی کو ہلا دیں

تا خدا تعالیٰ اپنی فوجوں کو حکم دے۔ کہ ساز و سامان سے تیار ہو جاؤ۔ اور جاؤ کہ دنیا کے پردہ پر میرے کچھ مظلوم بندے ہیں۔ انہیں کمزور سمجھ کر کچھ طاقتور حکام اور اکثریت کے نمائندے ان پر ظلم کر رہے ہیں۔ ان کے دل غم سے بھرے ہوئے ہیں۔ اور آنکھیں اشکوں سے پر ہیں۔ وہ تھوڑے ہیں۔ اور بے کس۔ دنیا کے پردہ پر کوئی ان کا والی نہیں۔ ہر قوم ان سے اس لئے دشمنی کر رہی ہے۔ کہ انہوں نے میری آواز کیوں سنی۔ اور میری پکار پر لبیک کیوں کہا۔ میں ان کی آواز سنونگا اور ان کی پکار کو بیکار نہیں جانے دوں گا۔ بے شک

دنیا داروں کی نگاہ میں

وہ بیکس ہیں۔ مگر انہیں کیا معلوم کہ میں انکا والی ہوں۔ اور میں انکا حامی ہوں۔ تم جاؤ اور انکے مخالفوں کو دنیا سے مٹا دو۔ خواہ دلوں میں تبدیلی پیدا کر کے اور ہدایت بخش کر یا ضد کی صورت میں انکے گھروں پر میری لعنت برسا کر اور میرا عذاب نازل کر کے پس

جھک جاؤ اور دعا کرو

پھر جھک جاؤ - اور دعا کرو - اور پھر جھک جاؤ اور دعا کرو - یہاں تک کہ عرش الٰہی سے تمہاری امداد کا حکم نازل ہو جائے - خدا تعالےٰ کے ایک مقدس کو - اور رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نائب کو انتہائی گندی گالیاں دی گئی ہیں - اور ایسے ناپاک الفاظ سے اسے یاد کیا گیا ہے - کہ

یہ دنیا اب مومن کے رہنے کے قابل نہیں

جب تک خدا کا ہاتھ اسے پھر پاک نہ کرے یہ ناپاک خاک خدا کے قہر کو بلا رہی ہے اور یہ گندے لوگ اس کے غضب کو بھڑکا رہے ہیں - ہم نے ان کا کیا قصور کیا تھا - کہ ہم پر یہ ظلم ہو رہے ہیں - ہم ہمیشہ حکومت کے وفادار رہے ہیں - اور اب بھی وفادار ہیں - ہم ہمیشہ بنی نوع انسان کے خیر خواہ رہے ہیں - اور اب بھی خیر خواہ ہیں - مگر ہم کیا کریں کہ ہماری طاقت سے زیادہ ہم پر بوجھ ڈالا جا رہا ہے - اور

ظلم کا طوفان تھمنے میں آتا ہی نہیں

کاش کہ یہ لوگ ہمیں قتل کر دیتے - مگر ہمارے آقا کو گالیاں نہ دیتے - کاش حکومت ہمیں پھانسی کے تختہ پر لٹکا دیتی - مگر ان ناقابل برداشت گالیوں کو جو ہمیں نہیں - بلکہ ہمارے جان و دل سے پیارے ہادی کو دی جاتی ہیں بند کرا دیتی - اگر حکومت کو خدا تعالےٰ نے باطنی آنکھیں دی ہوتیں - تو وہ اس خون کو دیکھ سکتی - جو ہمارے دلوں سے بہہ رہا ہے - وہ اس خون کا بدلہ لیتی ہے - جو چمڑے سے بہایا جاتا ہے - پھر کیوں وہ اس خون کا بدلہ نہیں لیتی - جو دل سے بہایا جاتا ہے - اب اس دکھ کی ساعت میں - جبکہ خدا تعالےٰ ہمیں خود بدلہ لینے سے منع کرتا ہے - ہم اس کے سوا کیا کر سکتے ہیں - کہ اس کے حضور میں گر جائیں - اور اپنے آنسوؤں سے اپنی سجدہ گاہ کو تر کر دیں - اور التجا کریں - کہ

اے ہمارے خدا

اے ہمارے آقا - اے بے کسوں کے والی اے مظلوموں کے حامی تیری یہ دنیا ظلم اور جور سے ناپاک ہو گئی ہے - اپنے فرشتوں کو بھیج - کہ توبہ کے پانی یا عذاب کی آگ سے اس کو پاک کریں - کہ اب اس دنیا میں ایک ایک دن کی رہائش ہمارے لئے عذاب ہے - تیرا وعدہ تھا - کہ تو اسے ہمارے لئے جنت بنائے گا - اے سچے وعدوں والے تیری رحمت کا دامن پکڑ کر تجھے تیرے ہی جلال کی قسم دیتے ہوئے ہم تجھ سے التجا کرتے ہیں - کہ ہمارے زخمی دلوں پر ہمدردی کا مرہم رکھ - اور اس دنیا کو جو ہمارے لئے خاردار جنگل بن گئی ہے - اپنی محبت کا گلزار بنا دے اور ہمیں وہ تقویٰ بخش - جس سے تیرا نہ ختم ہونے والا وصال ہمیں حاصل ہو - اور وہ ہمت بخش - کہ جس سے تیرے روٹھے ہوئے بندوں کو ہم منا کر واپس لا سکیں اے آقا - تجھ میں سب طاقتیں ہیں - اور ہم میں کچھ بھی نہیں - پھر تیرا در نہ کھٹکھٹائیں - تو کہاں جائیں - تجھ سے نہ مانگیں - تو کس سے مانگیں - رحم کر - رحم کر - رحم کر - کہ تو ارحم الراحمین ہے - اور ہم تیرے دروازے کے ابدی بھکاری - آمین یا ربّ العالمین :-

احمدی مجاہدین کا سفر کولمبو سے مصر تک

مولوی جلال الدین صاحب شمس کا مکتوب بذریعہ ہوائی ڈاک

کولمبو میں ہم دو روز ٹھہرے - ۱۰ - فروری کی شام کو خاکسار نے ایک تقریر کی جس میں جماعت احمدیہ کو کچھ نصائح کیں - مسٹر زین الدین جنرل سکرٹری جماعت احمدیہ کولمبو نے سیلون ٹائمز میں ہمارے لیکچروں کے متعلق اعلان کروایا - اور ایک اشتہار بھی شائع کیا - اس اعلان کے مطابق ۱۱ - فروری کو ۵ بجے شام جلسہ شروع ہوا - پہلے مولوی نذیر احمد صاحب افریقی نے لیکچر دیا - ان کے بعد خاکسار نے اس موضوع پر تقریر کی - کہ دنیا کا آئندہ مذہب اسلام ہوگا پھر مغرب کی نماز کے بعد احباب جماعت کو تبلیغ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے بعض نصائح کیں - ۱۲ - فروری کو جہاز پر سوار ہونے سے پہلے پورٹ کے کنارے مسٹر زین الدین جنرل سکرٹری نے جماعت احمدیہ سیلون کی طرف سے ایڈریس پڑھا جس کا جواب دیتے ہوئے خاکسار نے ان سے کہا - کہ آپ ایک ایسی جگہ آباد ہیں - جو ہندوستان اور غیر ممالک کے درمیان بطور برزخ کے ہے - یا کہنا چاہیئے - کہ وہ چین و جاپان اور یورپ وغیرہ جانے کے لئے دروازہ کا حکم رکھتی ہے اس لئے آپ لوگوں کو چاہیئے - کہ ہمہ تن مشغول ہو کر تبلیغ کریں - اور جماعت کو مضبوط بنائیں اور ان انوار و برکات کو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام لائے - دوسرے ممالک میں پھیلانے کی کوشش کریں :-

جماعت احمدیہ سیلون نے عموماً اور پریذیڈنٹ اور جنرل سکرٹری نے خصوصاً جس محبت و اخلاص کا مظاہرہ کیا - اس کے لئے میں ان کا تہ دل سے شکر گزار ہوں :-

کولمبو سے روانگی

پانچ بجے شام کو ہم این - وائی - ایچ لائن کے ایس - ایس کشیما مارو نامی جاپانی جہاز میں سوار ہوئے جہاز نے حرکت شروع کی - تو ہم نے بسم اللہ مجریھا و مرسٰھا پڑھا - جہاز ہندوؤں کے اس قدیم دیوتا کے پیٹ کو چیرتے ہوئے رات دن مسافت طے کرنے لگا - جس کے متعلق ان کا خیال تھا - کہ اس میں سفر کرنا اس کی توہین کے مرادف ہے - اسی لئے وہ ہندوستان سے غیر ممالک میں جانا پسند نہیں کرتے تھے - لیکن آج سے ساڑھے تیرہ سو سال قبل وادی غیر ذی زرع سے ظاہر ہونے والے پیغمبر نے اس عقیدہ کے بطلان اور سمندروں میں سفر کرنے کی طرف بایں الفاظ توجہ دلائی تھی - وسخر لکم الفلک لتجری فی البحر بامرہ وسخر لکم الانہار و سخر لکم الشمس والقمر دائبین وسخر لکم الیل والنہار و اٰتاکم من کل ما سألتموہ وان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا ان الانسان لظلوم کفار یعنی اے سمندر دیوتا کے پجاریو - اللہ تعالےٰ نے تمہارے لئے کشتیوں اور جہازوں کو مسخر کر دیا ہے - جو سمندر میں اس کے حکم اور قانون کے ماتحت چلتی ہیں - پس تمہیں چاہئے - کہ فن جہاز رانی میں کمال حاصل کرو - اور اپنے جہاز بناؤ - اور فائدہ اٹھاؤ

ایک جاپانی جرنلسٹ سے ملاقات

اسی جہاز میں ایک جاپانی جرنلسٹ بھی سوار تھے جو اٹلی جا رہے تھے - ان کے پاس جاپانی زبان میں ایک پادری کی تالیف کردہ کتاب تھی - جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سوانح اور اسلامی عقائد کو بگاڑ کر پیش کیا گیا تھا - مثلاً اس میں لکھا تھا کہ مسلمان خانہ کعبہ اور حجر اسود کی پرستش کرتے ہیں اور زمین کو ایک بیل اپنے سینگوں پر اٹھائے ہوئے ہے - اور اس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ایک تصویر بھی تھی - جس میں آپ ایک گھوڑے پر سوار ہیں - اور آپ کے ہاتھ میں کھینچی ہوئی تلوار ہے - جس سے یہ بتانا مقصود تھا کہ آپ نے تلوار کے ذریعہ مذہب پھیلایا - اسے بتایا گیا - کہ یہ بعض پادریوں کی غلط بیانیاں ہیں - مسلمانوں کے یہ عقائد نہیں - نیز ان مسائل کے متعلق اسلام کی تعلیم سے انہیں آگاہ کیا گیا - اور ہم نے کہا کہ ایک محقق انسان کا فرض ہے - کہ جب وہ کسی مذہب کی تحقیق کرے - تو اس مذہب کے مخالفین کے اقوال پر اپنی تحقیق کی بنیاد نہ رکھے -

ضرورت معلّم

نظارت تعلیم و تربیت کو ایک ایسے معلّم کی ضرورت ہے - جو ایک معزز اور شریف احمدی کے بچوں کو قرآن کریم اور عربی کی تعلیم دے سکے - معمولی طور پر صرف و نحو کے قواعد سمجھا سکے - متقی - پرہیز گار اور معمر خواہشمند احباب فوراً درخواست بھجوائیں :-

ناظر تعلیم و تربیت - قادیان

بلکہ اس مذہب کے معتقدین کی کتب کا بھی مطالعہ کرے۔ انہیں ٹیچنگز آف اسلام اور چند ٹریکٹ دیئے گئے

دو خواب

ہمارا جہاز بحیرۂ احمر سے گزر رہا تھا۔ دل میں تمنا تھی۔ کہ جب ہمارا جہاز اس مقدس زمین کے مقابل سے گزرے۔ جہاں سے نور اسلام کا ظہور ہوا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کے آگے سربسجود ہو کر دعا کروں۔ دن کو وہ جگہ نظر نہ آئی ۲۱ فروری کی رات کو ۲½ بجے کے قریب خواب میں دیکھا۔ کہ ہمارے جہاز کے قریب ہی ایک اور جہاز ہے جس پر لکھا ہے۔ ھذا مقام ابراھیم علیہ السلام اس کے ساتھ ہی دل میں خیال آیا۔ کہ اب وہ جگہ آگئی ہے۔ اسی وقت میں اٹھا اور مولوی نذیر احمد صاحب سیالکوٹی کو بھی جگایا۔ اور وضو کر کے نماز پڑھی۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں کیں۔ اس کے بعد میں تھوڑی دیر کے لئے سو گیا۔ اور خواب میں دیکھا۔ کہ میں تقریر کر رہا ہوں۔ اور جو فقرات بول رہا ہوں۔ وہ گویا الہامی ہیں۔ ان میں سے صرف ایک فقرہ یاد رہا جو یہ تھا۔ کہ ایک سال کے اندر اندر احمدیت کا بیج تمام دنیا میں بویا جائے گا۔

مصر میں قیام

۲۴ فروری کو ہم پورٹ سعید پہنچے۔ برادرم عبدالمجید خورشید قاہرہ سے جہاز پر استقبال کے لئے پہنچے ہوئے تھے۔ اسی دن ۴ بجے قاہرہ پہنچے بارہ روز وہاں قیام کیا۔ اس اثناء میں بہت سے غیر احمدیوں سے سلسلہ کے متعلق گفتگو ہوئی۔ اور جماعت کی باقاعدہ ہیئت ادارۃ قائم کی۔ اور عید کی نماز بھی وہیں ادا کی۔

نو مبایعین

اس اثناء میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مندرجہ ذیل اشخاص سلسلہ میں داخل ہوئے۔ جن کے نام یہ ہیں (۱) قدیہ بلال (۲) محمد ابراہیم (۳) شیخ صالح الجزی آخر الذکر ایک طریقہ کے خلیفہ ہیں۔ دو سو کے قریب اشخاص ان کے زیر اثر ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت کی توفیق عطا فرمائے

مصر سے فلسطین

۸ مارچ کو ہم قاہرہ سے روانہ ہو کر ۹ مارچ کی صبح حیفا پہنچے۔ احباب جماعت احمدیہ حیفا و کبابیر زیر قیادت مولوی محمد سلیم صاحب سٹیشن پر استقبال کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے۔

سید منیر الحصنی کا ایک مضمون

البشریٰ کے تازہ پرچہ میں سید منیر آفندی الحصنی کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں آپ نے غیر مسلم حکومت کی اطاعت اور عدم اطاعت کے متعلق بحث کی ہے۔ اور اولی الامر منکم سے مسلم اور غیر مسلم اولی الامر کی اطاعت کا حکم ثابت کرتے ہوئے سورہ الممتحنہ کی مندرجہ ذیل آیت پیش کی ہے۔

لا ینھاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین

یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں ان لوگوں کی اطاعت کرنے سے نہیں روکتا۔ جو تم سے تمہارے دین کے بارے میں نہیں لڑے۔ اور نہ تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا۔ انہوں نے ان تبروھم کے معنی اطاعت لیتے ہوئے منجد سے یہ حوالہ پیش کیا ہے۔ برہ اطاعہ و احسن معاملتہ عن حب۔ یعنی اس کی اطاعت کی۔ اور محبت سے اس سے اچھا معاملہ کیا۔

پس یہ آیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارشاد کی کہ غیر مسلم حاکم اولی الامر کی بھی اطاعت کرنی چاہیئے۔ صداقت کی زبردست دلیل ہے۔

تحریک جدید سال دوم کے مالی مطالبہ پر مخلصین جماعت کا اظہار اخلاص

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تھا۔ کہ چندہ تحریک جدید کے لئے کسی پر جبر نہ کیا جائے۔ صرف اس امر کو مدنظر رکھا جائے۔ کہ ہر احمدی کے کان تک تحریک جدید کی آواز پہنچ جائے۔ اس آواز کو سن کر جو احباب اپنی مرضی اور خوشی کے ساتھ چندہ لکھائیں۔ ان کے وعدے لکھ لئے جائیں۔ اور اگر کوئی دوست ایسے ہوں۔ کہ وہ زیادہ دے سکتے ہوں۔ لیکن کم لکھوائیں۔ تو ان سے یہ نہ کہا جائے۔ کہ آپ چندہ زیادہ لکھائیں۔ کیونکہ ایسا کرنے سے وہ برکت نہیں رہتی۔ جو اپنی خوشی سے چندہ دینے میں ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔ "تحریک جدید کا چندہ نفلی اور طوعی ہے۔ اور اس کا دینا ہر شخص کی اپنی مرضی پر منحصر ہے پس جبکہ یہ چندہ طوعی ہے۔ اور اس کا ادا کرنا ہر شخص کی مرضی پر موقوف ہے۔ تو مرضی والا چندہ اس کے فرضی چندوں کے راستہ میں روک کس طرح بن سکتا ہے"۔

"جب میں نے یہ شرط رکھی ہے۔ کہ وہی شخص تحریک جدید کے چندہ میں حصہ لے۔ جو مستقل چندوں اور ان کے بقایوں کو بھی ادا کرے۔ تو جو شخص سب چندے ادا کر کے اس تحریک میں حصہ لیتا ہے۔ اس کے متعلق یہ کہنا کہ وہ دے کہاں سے بے وقوفی نہیں تو اور کیا ہے"۔

"اس شرط کے بعد جو چندہ لکھواتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مجھ میں یہ طاقت ہے کہ بقایا ادا کروں مجھ میں یہ طاقت ہے۔ کہ مستقل چندے دوں۔ اور مجھ میں یہ طاقت ہے۔ کہ ان تمام چندوں کے باوجود تحریک جدید میں اس قدر حصہ لوں۔ پس کیا یہ عجیب بات نہیں۔ کہ تحریک جدید میں حصہ لینے والا اپنی حالت کے متعلق اپنے مونہہ سے یہ خبر دیتا ہے۔ کہ مجھ میں ان تمام چندوں کی ادائیگی کی طاقت ہے۔ اور منافق کہتا ہے کہ وہ دے کہاں سے"۔

"جو شخص یہ پوچھتا ہے۔ کہ ایسا شخص دے گا کہاں سے۔ میں اسے کہتا ہوں۔ کہ وہ ایمان سے دیگا۔ ایک بے ایمان شخص یہ دیکھا کرتا ہے۔ کہ فلاں کی جیب میں کیا ہے۔ لیکن ایک ایماندار شخص یہ نہیں دیکھا کرتا۔ کہ میری جیب میں کیا ہے۔ بلکہ وہ اپنے دل کو دیکھتا ہے۔ اور اسے اللہ تعالیٰ سے ایک تعلق ہوتا ہے۔ کہ وہ کہتا ہے۔ جب میں قربانی پر آمادہ ہو گیا۔ تو میرا خدا مجھے دیگا"۔

چندہ تحریک جدید میں وعدہ کرنے والے مخلصین نے انہی شرائط کے ماتحت وعدہ کیا۔ چنانچہ انہوں نے اس کے متعلق حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور جو خطوط لکھے۔ وہ اس گہرے اخلاص اور محبت کا پتہ دیتے ہیں۔ جو مخلصین کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اپنے پیارے امام سے ہے۔ ایسے تمام خطوط کا خلاصہ تو بوجہ عدم گنجائش نہیں دیا جا سکتا مگر بطور نمونہ ذیل میں چند خطوط کا خلاصہ دیا جاتا ہے۔

(۱) سردار شیر بہادر خان صاحب آنریری مجسٹریٹ کوٹ قیصرانی لکھتے ہیں۔ احمدیت جو عین اسلام ہے۔ یہی اسلام ہماری جان و مال عزت و آبرو کا مالک اور واحد مالک ہے۔ مجھے اپنے وحدہ لاشریک خدا کی قسم ہے۔ جس سے بڑھ کر مجھے کوئی پیارا نہیں۔ کہ اگر اس کی راہ میں معہ بیوی بچوں کے ریزہ ریزہ کیا جاؤں۔ اور جلا کر خاکستر کر دیا جاؤں۔ تو میں عین خوشی اور راحت سمجھونگا ہمارے جیسے نالائق اپنے مولا کریم کی خوشنودی کس طرح معلوم کر سکتے تھے۔ اگر وہ ہم کو امام وقت کی شناخت کی توفیق نہ بخشتا۔ الحمد للہ کہ ہم کو امام وقت کی شناخت نصیب ہوئی۔ اب ہمارے جیسا دنیا میں کوئی خوش نصیب نہیں۔ دو سو روپیہ تحریک جدید سال ۳۶-۱۹۳۵ء کے لئے پیش کرتا ہوں۔ سال گزشتہ ۱۴۰ پیش کئے تھے۔

(۲) سردار امیر محمد خان صاحب قیصرانی چیف آنریری مجسٹریٹ درجہ اول کوٹ قیصرانی لکھتے ہیں۔ میں نے کل شام حضور کا خطبہ پڑھا۔ اور اس نیت سے کہ سبقت لے جانے والوں میں خدا کرے ہو جاؤں۔ اسی وقت تار حضور کی خدمت میں بھجوا دیا۔ کہ اس سال ۵۰۰ روپیہ چندہ میں دوں گا۔ کیونکہ نیکی میں جلدی کرنا عین سعادت ہے۔ بخدا میں یقین واثق سے عرض کرتا ہوں۔ کہ انشاء اللہ تعالیٰ سلسلہ کی خاطر ہر قسم کی قربانی سے کبھی دریغ نہ ہو گا۔

(۳) سعید اکبر صاحب کاہوڑے لکھتے ہیں۔ تحریک جدید میں شامل ہونے کے لئے یہ خط لکھ رہا ہوں۔ تا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں مجھ جیسے کمزور اور نالائق کو بھی شمار کرے۔ یہ درویش حضور کے دربار میں بالفعل ایک نہایت حقیر اور اقل ترین مقدار چندہ کی ادائیگی کا وعدہ کرتا ہے۔ جس کی مقدار پانچ روپیہ ہے۔ اس کے علاوہ ایک ٹکڑا زمین کا فروخت کرنے والا ہوں۔ اس وقت انشاء اللہ تعالیٰ مناسب رقم جو میرے حسب حال ہو گی۔ ادا کر دوں گا۔ بالفعل اس فہرست میں اندراج نام کے لئے اپنا حقیر نام پیش کر رہا ہوں۔ میں نہایت شرمندہ ہوں۔ کہ میں حضور کی دست بوسی کے وقت خالی ہاتھ ملا۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس پر لکھا۔ "ملاقات ہی بہترین ہدیہ ہے۔ مخلص خالی ہاتھ کہاں ہوتا ہے۔ جس نے دل دے دیا۔ اسے کسی اور تحفہ کی کیا ضرورت ہے"۔

فنانشل سکرٹری تحریک جدید قادیان

حلقہ پنجاب یونیورسٹی کے لئے تمام گریجوایٹوں کو حق رائے دہندگی

پنجاب لیجسلیٹو کونسل کے ۱۹ مارچ کے خاص اجلاس میں انڈین ڈی لیمیٹیشن کمیٹی کی رپورٹ پر بحث کے ضمن میں جناب پیر اکبر علی صاحب احمدی۔ ایم۔ ایل۔ سی نے یہ تجویز پیش کر کے کہ یونیورسٹی کے حلقہ میں پنجاب کے رہنے والے ہر گریجوایٹ کو خواہ وہ کسی منظور شدہ یونیورسٹی کا گریجوایٹ ہو۔ حق رائے دہی ملنا چاہیئے۔ صوبہ کے تعلیم یافتہ طبقہ کی نہایت قابل قدر خدمت سرانجام دی ہے ڈی لیمیٹیشن کمیٹی نے اس حلقہ کے لئے حق رائے دہندگی یونیورسٹی کے فیلوز کے علاوہ پنجاب یونیورسٹی کے گریجوایٹوں میں سے صرف انہی تک محدود رکھا ہے۔ جنہیں پنجاب یونیورسٹی سے ڈگری حاصل کئے سات سال یا اس سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہو۔ جناب پیر اکبر علی صاحب نے تحدیدی کمیٹی کی اس تجویز پر تبصرہ کرتے ہوئے بیان کیا۔ کہ پنجاب یونیورسٹی کے گریجوایٹوں اور دوسری یونیورسٹی کے گریجوایٹوں کے درمیان جب تک کہ وہ پنجاب میں رہائش پذیر ہوں۔ اس قسم کے امتیاز کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ اور نہ اس بات میں کوئی معقولیت پائی جاتی ہے۔ کہ سات سال کے گریجوایٹ اور اس سے کم عرصہ کے گریجوایٹ کے درمیان امتیاز قائم کیا جائے۔ اس لئے ہر یونیورسٹی کے گریجوایٹ کو بغیر کسی عرصہ کی حدبندی کے ووٹ دینے کا حق ہونا چاہیئے۔

مسٹر منوہر لال نمائندہ پنجاب یونیورسٹی نے اس تحریک کی مخالفت کرتے ہوئے کہا۔ کہ حق رائے دہندگی کے لئے یونیورسٹی کا رجسٹرڈ گریجوایٹ ہونے اور کم از کم ڈگری حاصل کئے سات سال کا عرصہ گذر جانے کی شرط تمام صوبوں کے لئے مشترک ہے۔ اس لئے پنجاب میں اس طریق سے انحراف کی کوئی وجہ نہیں۔ یونیورسٹی کا نمائندہ ہونے کی حیثیت سے مسٹر منوہر لال کا اس بنا پر اس تحریک کی مخالفت کرنا۔ کہ چونکہ دوسرے صوبوں میں وہی طریق رائج ہے۔ جس کے خلاف آواز اٹھائی گئی ہے۔ اس لئے پنجاب کو بھی اس طریق پر چلنا چاہیئے۔ نہایت مضحکہ خیز بات ہے۔ اور خود پنجاب یونیورسٹی کے گریجوایٹوں اور پنجاب میں سکونت پذیر دوسری یونیورسٹی کے گریجوایٹوں کو ان کے جائز حقوق سے محروم رکھنے کی افسوسناک کوشش ہے جس کی وجہ یہ خیال کی جا سکتی ہے۔ کہ ہندو سمجھتے ہیں اس سے مسلمانوں کے ووٹوں میں کچھ اضافہ ہو جائے گا۔ جناب چوہدری اسد اللہ خان صاحب احمدی نے اس مخالفت کی غیر معقولیت واضح کرتے ہوئے بیان کیا۔ کہ اگر دوسرے صوبوں میں اس قسم کی سہولتیں بہم نہیں پہنچائی گئیں۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ ہم بھی انہی کی پیروی کریں اور ایک غیر معقول اور غیر منصفانہ طریق جاری رکھیں۔ آپ نے انگلستان کی مثال پیش کی۔ جہاں اس قسم کا طریق رائج نہیں۔

سر فیروز خان نون وزیر تعلیم حکومت پنجاب نے تحریک کے متعلق اظہار خیالات کرتے ہوئے کہا کہ بہترین تجویز تو یہ تھی کہ اس حلقہ کے لئے رائے دہندگی کا حق صرف یونیورسٹی کے فیلوز تک ہی محدود رکھا جاتا۔ لیکن اگر اس میں گریجوایٹ بھی شامل کئے جائیں تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ ان میں امتیاز رکھا جائے۔ آپ نے کہا۔ کیا وجہ ہے۔ کہ ایک دور افتادہ مقام مثلاً ضلع گوجرانوالہ کے ایک وکیل کو تو جو صوبہ کے تعلیمی مسائل کے ساتھ اسی قدر دلچسپی رکھتا ہے۔ جتنی کہ لاہور کے کسی اصطبل کا کوئی گھوڑا۔ حق رائے دہی حاصل ہو۔ لیکن ایک امریکن یونیورسٹی یا علی گڑھ یونیورسٹی یا بنارس یونیورسٹی کے گریجوایٹ کو جو پنجاب کے تعلیمی مسائل میں مصروف رہا ہو۔ اس حق سے محروم کر دیا جائے۔ آپ نے کہا اس صورت میں آکسفورڈ یونیورسٹی کا گریجوایٹ ہونے کی حیثیت سے اس یونیورسٹی کے لئے تو ووٹ دے سکتا ہوں۔ لیکن اپنے صوبہ میں اس حق سے محروم ہوں۔

ایک دوسرے ہندو ممبر مسٹر مکند لال پوری نے تحریک کی مخالفت کرتے ہوئے کہا۔ کہ اس طرح لاہور کے بی۔ اے کے بعد تعلیم جاری رکھنے والے طالبعلموں پر سیاسیات مخوس دی جائینگی۔ مگر ووٹر بننا اور ووٹ کا استعمال کرنا کوئی ایسا مشکل کام نہیں۔ جس کی بجا آوری نوجوانوں کو تعلیمی فرائض کے سرانجام دینے سے باز رکھ سکے۔ حق رائے دہندگی تو سیاسیات کے مبادیات میں داخل ہے۔ اور مسٹر مکند لال پوری کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ کوئی ایسا بار نہیں جو ان طالبعلموں سے برداشت نہ کیا جا سکے۔ آخر جناب پیر اکبر علی صاحب کی تحریک تالیوں کی گونج میں پاس ہو گئی۔ جناب پیر صاحب موصوف مستحق شکریہ ہیں۔ کہ آپ نے پنجاب یونیورسٹی کے گریجوایٹوں اور پنجاب میں رہائش

احراری ڈی دلیرا اور مولوی ظفر علی صاحب

مرزائی کہتے ہیں۔ امرتسر میں مولانا ظفر علی خاں کی تقریر کے دوران میں شور مچانے والے احراری تھے !

احراری کہتے ہیں۔ نہیں۔ وہ مرزائی تھے !!

جس شخص نے شور مچانے میں پہل کی۔ وہ کہتا ہے "میں نہ احراری ہوں۔ نہ مرزائی ہوں !"

حالانکہ آج دنیا میں صرف دو ہی قسم کے مسلمان آباد ہیں۔ ایک تو احراری ہیں۔ اور جو احراری نہیں۔ وہ سب کے سب مرزائی ہیں۔ یقین نہ ہو۔ تو "بڑے مولوی صاحب" سے پوچھ لیجئے۔

مولانا ظفر علی خاں فرماتے ہیں۔ کہ جس شخص نے ان کے گلے سے ہار نوچ لئے۔ وہ یہ کہہ رہا تھا۔ کہ "یہ نیلے رنگ کے پھول ہیں اور ہم نیلے رنگ کو سخت ناپسند کرتے ہیں" خدا کا شکر ہے۔ کسی نے مولانا کی نیلی قمیص پر ہاتھ نہیں ڈالا۔ ورنہ یہ واقعہ سچ مچ مولانا مظہر علی کی "شلوار دری" کا جواب ہو جاتا !

اس ارزق و احمر کے جھگڑے سے معلوم ہوا۔ کہ اس نوچ کھسوٹ میں سیاسی میلانات کے علاوہ جمالیاتی پہلو بھی مضمر تھا۔

قارئین کو یاد ہوگا۔ آج سے چند ماہ پیشتر چوہدری ڈی دلیرا صاحب ایم۔ ایل۔ سی نے مولانا ظفر علی خاں پر "کانگریو" کی نیلی پھبتی کہہ کر گویا یہ ظاہر فرمایا تھا۔ کہ جس طرح آئرلینڈ میں کانگریو نے اپنے پیرووں کو نیلی پوش بنا کر ملک سے غداری کی تھی۔ اسی طرح مولانا ظفر علی خاں بھی قوم فروشی کے اسی رنگ میں رنگے جا چکے ہیں۔

آج وہی ڈی دلیرا صاحب اعلان فرما رہے ہیں کہ کارکنانِ احرار کو چاہیئے۔ مولانا ظفر علی خاں کو اپنا بزرگ سمجھیں۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ وہ بزرگ کو بزرگ نہ سمجھیں گے۔ تو اور کیا "خورد" قرار دیں گے ؟ آج کل کی سعادتمندی تو بزرگ کی ڈاڑھی پر بھی دست درازی کرنے سے باز نہیں آتی پھر محض کسی کو بزرگ کہہ دینا یا سمجھ لینا کیونکر کافی ہو سکتا ہے۔ محض اعترافِ بزرگی بیکار ہے۔ اطاعت ہونی چاہیئے۔

چوہدری صاحب نے یہ اعلان بھی فرمایا ہے کارکنانِ احرار مولانا ظفر علی خاں کو بالکل عین عین اسی طرح بزرگ سمجھیں جس طرح وہ "حضرت امیر شریعت" اور حضرت "بڑے مولوی صاحب" اور دوسرے حضرتوں کو سمجھتے ہیں۔

حالانکہ مولانا ظفر علی خاں صرف کارکنانِ احرار ہی کے بزرگ نہیں بلکہ ان تمام "حضرتوں" کے بھی بزرگ ہیں۔ لیکن کیا "خوردانِ احرار" "بزرگانِ احرار" سے یہ سوال نہ کریں گے، کہ "کیوں صاحب ! آج سے چار مہینے پہلے تو مولانا ظفر علی خاں میں دنیا جہان کے کیڑے پڑے ہوئے اور مسجد شہید گنج کے انہدام مسلمانوں کے خونِ ناحق اور ملت کی تمام مصیبتوں کے تنہا ذمہ وار وہی تھے۔ پھر آج وہ دفعۃً "ہمارے بزرگ" کیونکر بن گئے" ؟

ہمارے ایک دوست فرما رہے تھے۔ کہ مولانا ظفر علی خاں اور احرار کے درمیان عنقریب اتحاد ہونے والا ہے۔ ہم نے اس کی پُرزور تردید کی۔ انہوں نے اس تردید کی دلیل طلب کی۔ ہم نے عرض کیا۔ کہ "احرار کا سرکاری رنگ سُرخ ہے۔ اور مولانا کا نیلا۔ یہ دونوں رنگ جب کبھی باہم ملیں گے اسلام اور ہندوستان کے لئے ہرگز مفید نہ ہوں گے۔ "یونین جیک" کو نہیں دیکھتے؟ سُرخ اور نیلے رنگ نے مل کر دنیا میں کیا قیامت مچا رکھی ہے"!

اگر مولانا ظفر علی خاں اور احرار میں اتحاد ہو گیا۔ تو کم از کم انہیں جھنڈے کے مسئلہ پر تو دماغ صرف نہ کرنا پڑے گا۔ کیونکہ "یونین جیک" پہلے ہی سے موجود ہے !

سُرخ اور نیلے رنگ سے انگریزوں کا فرور کوئی پر اسرار تعلق ہے۔ "یونین جیک" سے قطع نظر کیجئے۔ جس دن سے انگریز ہندوستان میں آئے ہیں۔ ہر پڑھے لکھے آدمی کی میز پر دو ہی رنگ کی روشنائیاں نظر آتی ہیں۔ ایک نیلی دوسری سُرخ۔ یہی دو رنگ تحریر و انشا کے لئے کیوں منتخب کئے گئے۔ آخر سیاہ اور سبز روشنائیوں میں کونسی خرابی تھی ! کیا نیلی پوشوں اور احراریوں کے رہنما اس پر اسرار انتخابِ رنگ کی حقیقی وجہ بتا سکتے ہیں ؟ (انقلاب ۲۲ مارچ)

تقرر عہدہ داران جماعت احمدیہ جمبہ

جماعت احمدیہ جمبہ کے لئے مندرجہ ذیل عہدہ دار منظور کئے جاتے ہیں :-

پریذیڈنٹ۔ مولوی عبد الغفور صاحب مولوی فاضل

سیکرٹری۔ مرزا رحیم بیگ صاحب (ناظر اعلیٰ قادیان)

قابل توجہ سیکرٹریان وصایا ومال

۳۰ اپریل کو صدر انجمن احمدیہ کا مالی سال ختم ہوگا۔ اس وقت تک حصہ آمد کا نو مہینہ کا بجٹ پورا نہیں ہوا ہے۔ جن موصیوں کی طرف حصہ آمد کا بقایا ہے۔ ان سے بہت جلد وصول کر کے ارسال فرمائیں۔ ورنہ ۳۰ اپریل ۱۹۳۶ء تک جن موصیوں سے ... کا بقایا ہوگا۔ مجبوراً ان کے نام حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں پیش کر دیئے جائیں گے۔ (سیکرٹری مقبرہ بہشتی قادیان)

جائداد کے علاوہ حصہ آمد کی وصیت

چوہدری عبدالحکیم صاحب سٹیشن ماسٹر دریا خاں تحریر فرماتے ہیں "میری وصیت جائداد کی تھی۔ لیکن مجلس مشاورت ۱۹۳۵ء کی تعمیل میں جلسہ سالانہ ۱۹۳۵ء سے واپس آتے ہی میں نے حصہ آمد بھی بھیجنا شروع کر دیا ہے" (سیکرٹری مقبرہ بہشتی قادیان)

ریویو انگریزی کے پرانے پرچے

ریویو انگریزی کے کچھ پرانے رسالے میرے پاس ہیں جن کے مضامین تبلیغ کیواسطے بہت مفید ہیں۔ اگر کوئی صاحب منگوانا چاہیں تو صرف محصول ڈاک و پیکنگ کا خرچ آنے سے مفت بھیجے جائیں گے۔ (مفتی محمد صادق۔ قادیان)

جموں میں جماعت احمدیہ کے خلاف فتنہ انگیزی

انجمن اسلامیہ جموں کے چوالیسویں سالانہ جلسہ کے موقعہ پر پنجاب کے بعض علماء بھی آئے اور اسلامی رواداری واخوت پر زور دار لیکچر دیئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے رحمت اللعالمین اور اسود و احمر کے لئے رحمت مجسم ہونے کا درس دے رہے تھے لیکن اسی سٹیج پر اسی جلسہ میں احمدیوں پر ... بے شمار تبرے شروع تھے۔ بانی احمدیت علیہ السلام پر آوازے کسنے لگے۔ احمدیوں کے بائیکاٹ کی تحریک پیش کی۔ تو ان کی ساری گل افشانی کی حقیقت واضح ہوگئی۔ اور ہر منصف مزاج پر ... گیا۔ کہ ان مسلمانوں کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور ہیں۔ جلسہ کے دوسرے ہی روز ان مولویوں کی نفرت انگیزی رنگ لائی جب ایک معزز احمدی مستری کریم بخش صاحب کو بازار باڑہ میں مارا پیٹا اور زخمی کیا گیا۔

(خاکسار عبدالواحد از جموں)

قابل توجہ موصیان

مجلس مشاورت ۱۹۳۳ء میں نمائندگان کے مشورہ سے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے یہ فیصلہ فرمایا تھا۔ کہ جن موصیوں نے جائیداد کی وصیت کی ہے۔ ان کی اس جائیداد کی آمدنی کے علاوہ باقی ہر قسم کی آمدنیوں پر بھی ان کو حصہ وصیت ضرور ادا کرنا چاہیئے۔ اسی طرح ماہواری پراویڈنٹ فنڈ پوری تنخواہ پر حصہ آمد ہر موصی جس نے حصہ آمد کی وصیت کی ہوئی ہے" ادا کرے۔ چندہ وصول کرنے والے اصحاب اس بات کا خاص خیال رکھیں۔ (سیکرٹری مقبرہ بہشتی۔ قادیان)

تعلیم

اس نام سے ایک نہایت مختصر ٹریکٹ جو مولوی ابوالفضل صاحب نے حال میں بلاک ٹائپ میں شائع کیا ہے۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم اپنی جماعت کو از کشتی نوح اور دس شرائط بیعت درج کئے ہیں۔ قیمت فی ہزار صرف ۵ روپیہ رکھی ہے۔ یہ ٹریکٹ یہاں بہت ہی مقبول ہوا ہے۔ خدا تعالےٰ نے مولوی صاحب اور ہمت دے تبلیغ کیلئے انہوں نے لٹریچر کو اتنا سستا کر دیا کہ ہر احمدی اسے خرید سکتا ہے۔ احباب اس ٹریکٹ کو جس قدر بھی ہو سکے منگوائیں اور کثرت سے اپنے اپنے علاقہ میں تقسیم کریں۔ ملنے کا پتہ مولوی ابوالفضل محمود۔ قادیان۔

خاکسار:۔ عبد الحکیم احمدی از دہلی۔

بچوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام ہو گیا

مکرمی مولوی محمد شریف صاحب مولوی فاضل نے اسلام کی پہلی دوسری تیسری چوتھی کتاب لکھ کر اس ضرورت کو پورا کر دیا ہے۔ جس کا مدت سے احساس تھا۔ چنانچہ مولانا شیر علی صاحب سابق ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول حال ناظر تالیف و تصنیف فرماتے ہیں کہ یہ سلسلہ بچوں کی دینی اور مذہبی واقفیت کے لئے بہت مفید ہے۔

اور حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب سابق ہیڈ ماسٹر ٹی آئی ہائی سکول قادیان حال پرائیویٹ سکرٹری حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے رائے دی ہے کہ اس کے مضامین بچوں کے لئے بہت مفید اور ضروری و قابل قدر ہیں۔ اسلامی سکولوں میں ان کا رواج دینے کی کوشش کی جائے۔

جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری مولوی فاضل بی اے ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ کہتے ہیں کہ نہ صرف بچوں کے لئے بلکہ بڑوں کے لئے بھی مفید ہے خود بھی پڑھیں اور بچوں کو بھی پڑھائیں۔

جناب چوہدری غلام محمد صاحب بی اے علیگ ہیڈ ماسٹر نصرت گرلز ہائی سکول قادیان فرماتے ہیں۔ کہ میرے خیال میں مسلمان عورتوں کے لئے یہ بہت مفید ہیں۔

جناب حافظ غلام محمد صاحب بی۔ اے سابق ہیڈ ماسٹر نصرت گرلز سکول قادیان حال انچارج دینیات ٹی آئی ہائی سکول قادیان رقمطراز ہیں کہ نہایت مفید ذخیرہ معلومات ہے تمام لوگ اس سے استفادہ کریں۔

ان پانچوں تجربہ کار فضلاء کی آراء کے احترام میں ہر بال بچے دار کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ یہ کتابیں جو منظور شدہ نظارت تالیف و تصنیف ہیں منگوا کر فائدہ اٹھائیں اور اپنے بچوں کو پڑھائیں۔ قیمت فی سٹ چھ آنے محصول ڈاک علاوہ

ملنے کا پتہ:۔ **محمد عنایت اللہ تاجر کتب قادیان ضلع گورداسپور پنجاب**

رشتہ کی ضرورت

ایک ہونہار بارو زگار خوش سیرت و خوش صورت ککے زئی قوم کے ایک معزز شہری خاندان کے ممبر مخلص احمدی نوجوان کے لئے جن کی اس وقت قریباً دو سو روپیہ ماہوار آمد ہے۔ مناسب اور موزون رشتہ کی ضرورت ہے۔ اس کے متعلق گفتگو یا خط و کتابت پتہ ذیل پر کی جائے

خاکسار:۔ محمد اسمٰعیل عفی عنہ (پروفیسر جامعہ احمدیہ) قادیان

جوہر وسمہ مہندی کے متعلق دنیا کا متفقہ فیصلہ

فاضل اجل بلند اقبال حضرت صاحبزادہ سید حافظ محمد حسین شاہ صاحب نقشبندی علی پوری مدظلہ خلف الرشید حضرت امیر ملت محدث علی پوری مدظلہ العالی۔ جوہر وسمہ مہندی لاجواب ایجاد ہے۔ مولوی عطاء اللہ صاحب بخاری۔ چند شیشیاں ارسال کردیں۔ پہلی شیشی ختم ہو چکی ہے ماشاء اللہ قابل تعریف ایجاد ہے۔ سفید بالوں کو قدرتی سیاہی بلا تکلف آجاتی ہے۔ اس مفید ایجاد کے لئے آپ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ میں تو آپ کا اشتہار بن چکا ہوں۔ جناب ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین صاحب بیرسٹرایٹ لاء لاہور اسسٹنٹ سیکرٹری پنجاب لیجسلیٹو کونسل۔ سابقہ شیشیاں ختم ہو چکی ہیں دو شیشیاں بہت جلد ارسال فرماویں۔ کیونکہ جوہر کے سوا میں کوئی اور چیز استعمال نہیں کرتا۔ جناب چوہدری غلام حیدر خان صاحب ایڈیٹر روزنامہ "زمیندار" لاہور۔ جس قدر خضاب استعمال کئے۔ ان سے نزلہ ہو جاتا تھا۔ جلد پر داغ بھی پڑ جاتا تھا۔ لیکن آپ کا جوہر تقریباً دو ہفتہ تک قائم رہتا ہے۔ نزلہ کی شکایت اور جلن محسوس نہیں ہوتی۔ میں اسے پسند کرتا ہوں۔ انشاء اللہ یہی استعمال کرتا رہوں گا۔ مشہور قومی کارکن پنڈت امیر چند صاحب بموال ایڈیٹر فرنٹیر ایڈووکیٹ پشاور۔ جوہر وسمہ مہندی سر کے بالوں میں استعمال کیا۔ کوئی شخص شناخت نہیں کر سکتا۔ اس ایجاد نے کمال ہی کر دیا ہے۔ جناب سید حبیب شاہ صاحب مالک روزنامہ "سیاست" لاہور۔ جوہر وسمہ مہندی کو تیل کی طرح استعمال کیا۔ بال سیاہ بھونرے کی طرح ہو گئے۔ جلد خراب نہیں ہوتی۔ نزلہ و زکام بھی پیدا نہیں ہوا۔ لاریب ایک نادر تحفہ ہے۔ جس کی عامۃ الناس کو قدر کرنی چاہیئے۔ ہم نے یورپ و امریکہ اور جاپان کے کئی خضاب دیکھے ہیں۔ لیکن جوہر وسمہ مہندی ایک نایاب چیز ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ (علاوہ) درمیانے بالوں کے لئے تین چار ماہ تک کافی ہے۔ تبلیغ انبالہ۔ ہندوستان کے اخباروں میں خضابوں کے اشتہار شائع ہوتے رہتے ہیں۔ اور خضابوں کی تو ہم کو خبر نہیں۔ لیکن جوہر وسمہ مہندی کا ہم نے تجربہ کیا۔ اور آزمایا۔ تو عجیب وغریب پایا۔ اس میں سے ایک قسم کی بھینی بھینی خوشبو آتی ہے تیل کی طرح بالوں کو لگانے سے فوراً بال سیاہ ہو جاتے ہیں۔ اور چمک اٹھتے ہیں۔ جناب ڈاکٹر غلام المرسلین احمدی مشہد مقدس ایران۔ اکثر خضابوں کا امتحان کیا گیا۔ کوئی خضاب میرے موافق نہیں آیا۔ البتہ جوہر وسمہ مہندی سے مجھے کوئی شکایت پیدا نہیں ہوئی۔ میں محض تعریف نہیں کر رہا۔ بلکہ ۷۰ روپے کا مال ہمراہ ایران لے جا رہا ہوں۔ جناب لالہ بھگت رام صاحب ایم۔ بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی پلیڈر راولپنڈی۔ جوہر وسمہ مہندی بال سیاہ ویزلین تیل کی طرح تھوڑا سا استعمال کیا۔ بال قدرتی سیاہ ہو گئے۔ میں بڑے زور سے تصدیق کرتا ہوں۔ کہ ایسی چیز آج تک ہندوستان میں ایجاد نہیں ہوئی۔ جناب بابو دلیس راج صاحب سلطان پور لودھی ریاست کپورتھلہ۔ جو آپ نے جوہر وسمہ مہندی منگوایا تھا۔ نہایت اچھا ثابت ہوا۔ براہ مہربانی ایک پارسل اور بھیجکر مشکور فرماویں۔ ارسطوئے زمان حضرت محمد عبد الخالق صاحب امرت سری ثم حکیم راولپنڈی جوہر وسمہ مہندی کے استعمال سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ اس میں وہ نقائص و مضرات نہیں۔ جو دیسی خضابوں سے پائے جاتے ہیں۔ میرے خیال میں یہ چیز وطنی ایجادات میں قابل فخر امتیاز رکھتی ہے۔ جناب ملک امیر عالم صاحب اعوان مدیر "ترجمان سرحد" پشاور۔ میرے بعض دوستوں نے جوہر وسمہ مہندی استعمال کیا ہے۔ ان کی متفقہ رائے ہے۔ کہ اس سے اچھا اور مفید ترین خضاب آج تک میسر نہیں آسکا۔ امید ہے۔ کہ اہل وطن اس کی قدر کریں گے۔ جناب فتح محمد صاحب اوورسیر سیالکوٹ۔ جوہر وسمہ مہندی کا استعمال ہتھیلی پر سرسوں جمانا ہے۔ میں ذاتی تجربہ کی بناء پر کہہ سکتا ہوں۔ کہ اس سے بہتر کوئی چیز ایجاد نہیں ہوئی۔ کپتان حاجی گل نواز خان صاحب سلوئی (ضلع جہلم) جوہر وسمہ مہندی بہت اچھی چیز ہے۔ جناب حاجی غلام حسین خان صاحب افسر مال بنوں۔ جوہر وسمہ مہندی میری طبیعت کے موافق ہے۔ آئندہ یہی استعمال کرونگا۔ جناب راجہ عثمان علی خان صاحب جاگیردار گرلیس (کشمیر) جوہر وسمہ مہندی نے ہندوستانی ایجادات میں قابل اعتماد حیثیت حاصل کر لی۔ جناب قاضی عبد المجید صاحب کیمپ کلرک پولیٹکل ایجنٹ گلگت۔ جوہر وسمہ مہندی واقعی اشتہار کے مطابق مفید ہے۔ جناب بابو ظہور الدین صاحب اوورسیر محلہ کشمیری سیالکوٹ۔ قبل ازیں دنیا کے تمام خضاب استعمال کئے۔ لیکن کوئی موافق نہ آیا۔ جوہر وسمہ مہندی نے میرے برف جیسے سفید بال تیل کی طرح استعمال سے آن واحد میں قدرتی سیاہ کر دیئے۔ ہندوستان کو اس ایجاد پر فخر کرنا چاہیئے۔ جناب لالہ دیا رام صاحب پلیڈر میانوالی۔ منشی سلطان خان کو جوہر وسمہ مہندی استعمال کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ واقعی قابل تعریف چیز ہے۔ ان کے قدرتی بال دیکھکر مجھے بھی جوہر وسمہ مہندی کا شوق پیدا ہوا۔ جناب محمد اسمٰعیل صاحب چارج مین سنٹرل کنال ورکشاپ امرتسر۔ جوہر وسمہ مہندی قابل قدر تحفہ ہے۔ بالوں کو سیاہ کرنے کے لئے اس سے عمدہ چیز آج تک ایجاد نہیں ہوئی۔ چوہدری غلام غوث صاحب بی۔ اے انسپکٹر ریلوے اکلانہ ضلع حصار۔ جوہر وسمہ مہندی واقعی کارآمد اور اچھی چیز ہے۔ جناب بابو جوالا پرشاد صاحب محلہ بسنت پور گورکھپور۔ یو۔پی۔ جوہر وسمہ مہندی استعمال کیا۔ جس سے طبیعت بہت خوش ہوئی۔ اس کے مقابلہ میں تمام خضاب فضول ہیں۔ اے۔ ایم جعفری صاحب۔ بی۔ اے۔ سی۔ اکولہ برار۔ جوہر وسمہ مہندی کے استعمال سے مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ بال سیاہ کرنے کیلئے اس سے بہتر چیز آج تک ایجاد نہیں ہوئی۔ جناب سید اشفاق حسین صاحب واٹر ورکس روڈ اناؤ ملک اودھ۔ جوہر وسمہ مہندی میں نے آپ کے کارخانہ سے امرتسر منگوایا تھا۔ بہت عمدہ ثابت ہوا۔ اور لوگوں نے بھی پسند کیا۔ یہاں اس کی بہت مانگ ہے۔ جناب بابو محمد علی صاحب ٹرین اگزامینر این ڈبلیو۔ ریلوے سہارنپور (یو۔پی) جوہر وسمہ مہندی اشتہار کے مطابق ثابت ہوا جس کی مجھے ازحد مسرت ہوئی۔ جناب چراغ دین خانصاحب ہیڈ کلرک برما ریلوے لوکل شاپ۔ بالوں کو سیاہ کرنے کے لئے جوہر وسمہ مہندی بے نظیر چیز ہے۔ یہ اپنی قسم کی پہلی ایجاد ہے۔ جناب فتح دین صاحب بلوچ لیبنیا ہسپتال بلوچستان۔ جوہر وسمہ مہندی تیل کی طرح استعمال کرنے سے میرے بال قدرتی سیاہ ہو گئے۔ ملک رب نواز خان صاحب ٹوانہ منی پور اسٹیٹ ضلع لائل پور۔ جوہر وسمہ مہندی حسب منشا ثابت ہوا۔ جناب ملک نصیر الدین صاحب میونسپل کمشنر راوی روڈ لاہور۔ پہلے ایک شیشی منگائی تھی۔ میں اس اعلیٰ ایجاد کو ملک کے لئے مفید خیال کرتا ہوں۔ موجد نے کمال کر دیا ہے۔ جناب راجہ حکم داد خان داروغہ میونسپل چونگی ساگرہ (سندھ) جوہر وسمہ مہندی نہایت عمدہ چیز ہے۔ جس کی ہر شخص کو تعریف کرنی پڑتی ہے۔ جناب سید محمود الحسن صاحب وزیر اعظم ومصاحب خاص راجہ اعظم شاہ بہادر ناگپور۔ جوہر وسمہ مہندی استعمال کیا ہے۔ واقعی قابل قدر اور نایاب چیز ہے۔ انشاء اللہ اب ہمیشہ اسی کو استعمال کرونگا۔ جناب محمد اسحٰق صاحب ٹیلر ماسٹر ملٹری پولیس جنوبی مانڈلے۔ آپ نے بے ضرر ایجاد سے ہندوستان کی عزت کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ جناب حاجی راجہ نجیب اللہ خانصاحب بڑاگواہ ضلع جہلم۔ اشتہاری چیزیں جس قدر منگوائی گئی ہیں۔ وہ غلط ثابت ہوئیں۔ لیکن جوہر وسمہ مہندی کو بالکل اشتہار کے مطابق پایا۔ جناب مستری اللہ داد خان صاحب بارہ بیکر خانگی ضلع گوجرانوالہ۔ آپ کی قابل تعریف ایجاد کو میرے احباب نے پسند کیا ہے۔ ملک فتح محمد صاحب۔ ذیلدار لاوہ۔ میانوالی آپ کی اعلیٰ ایجاد میرے لئے بے حد مفید ثابت ہوئی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ لالہ ناتک چند صاحب پورٹ بیر انڈیمان۔ جوہر وسمہ مہندی آپ کے نام کے مطابق ثابت ہوا۔

نوٹ:۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ علاوہ محصولڈاک۔ ایجنٹوں کی ہر شہر وقصبہ میں ضرورت ہے۔ تاکہ خریداروں کو محصولڈاک اور فیس منی آرڈر بچ جائے۔ ایک آنہ کا ٹکٹ بھیجکر شرائط ایجنسی طلب کریں۔

اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔

صوفی اینڈ کو رجسٹرڈ دنیا کٹڑہ راجہ بازار (آزاد منزل) راولپنڈی شہر

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

علی گڑھ ۲۴ مارچ۔ ہزایکسی لنسی وائسرائے ہند نے علی گڑھ یونیورسٹی میں ایڈریس کا جواب دیتے ہوئے کہا۔ کہ حکومت ہند نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ علی گڑھ یونیورسٹی۔ دہلی یونیورسٹی اور بنارس یونیورسٹی کی سالانہ گرانٹ بحال کر دی جائے۔ اس لئے علی گڑھ یونیورسٹی کی تیس ہزار سالانہ گرانٹ بحال کی جاتی ہے

مکہ معظمہ ۲۵ مارچ۔ معاصر "انقلاب" لکھتا ہے۔ کہ پنجاب کے احراری وفد نے سلطان ابن سعود سے غیر مشروط طور پر معافی مانگی ہے۔ اور آئندہ کے لئے مخالفانہ پراپیگنڈہ نہ کرنے کا وعدہ کیا ہے۔

نئی دہلی ۲۵ مارچ۔ آج وائسرائے کی سفارش کے ساتھ فنانس بل دوبارہ اسمبلی میں پیش ہوا۔ بل میں وائسرائے نے نمک کا محصول اور کارڈ کی قیمت تین پیسے بحال رکھنے کے علاوہ مطالبات زر کی تخفیف بھی بحال کر دی۔ صرف یہ مطالبہ منظور کیا گیا کہ موجودہ شرح میں رجسٹری شدہ اخبارات کا وزن آٹھ تولہ سے دس تولہ کر دیا جائے۔ بل پر آج پھر بحث ہوئی۔ اور ووٹ ۶۸ آراء کی موافقت اور ۱۰ آراء کی مخالفت سے منظور ہو گیا۔

پیکنگ ۲۵ مارچ۔ چین کے دو مقامات ہونگ تنگ اور ینگیانگ پر پانچ ہزار اشتراکیوں نے قبضہ کر لیا ہے۔ گورنر صوبہ شانسی نے درخواست کی ہے کہ مرکزی گورنمنٹ تیس ہزار فوج اشتراکیوں کو باہر نکال دینے کے لئے بھیجے۔

لنڈن ۲۵ مارچ۔ ہنری سومر جیل نائب امیر البحر کو آئرلینڈ میں کسی نے گولی سے ہلاک کر دیا۔

نئی دہلی ۲۵ مارچ۔ معلوم ہوا ہے کہ کانگریس کی مجلس عاملہ نے زبردست پروگرام پر [illegible] ایک رزولیوشن [illegible] میں کونسلوں پر [illegible] کرنے کا منشاء بھی [illegible] ہے پاس کیا ہے [illegible] اس میں نئے جدید آئین کے ماتحت [illegible] قبول کرنے کے سوال کو اڑا دیا ہے [illegible] کانگرس کے اجلاس لکھنؤ میں تصفیہ [illegible] پیش کیا جائے گا۔

ناگپور ۲۵ مارچ۔ ناگپور ریلوے پولیس نے متعدد مقامات پر چھاپے مار کر اشتراکی

لٹریچر برآمد کیا

لنڈن ۲۵ مارچ۔ آج نمائندہ جرمنی ہر ربن ٹراپ نے وزیر خارجہ میں برطانوی گورنمنٹ کے نام ہر ہٹلر کا ذاتی پیغام پہنچایا اس پیغام میں ہر ہٹلر نے ظاہر کیا ہے۔ کہ وہ رائن لینڈ سے اپنی فوجیں واپس بلانے کے لئے تیار نہیں اور نہ غیر مساوی شرائط پر دوسری قوموں سے گفت و شنید کرنا چاہتا ہے۔ نیز جرمنی انتخابات کے باعث اپنی قطعی تجاویز ۳۱ مارچ سے پہلے پیش نہیں کر سکتا۔

ناگپور ۲۵ مارچ۔ بنگال ناگپور ریلوے پر دو سٹیشنوں کے درمیان ایک مسافر گاڑی کا انجن اور کچھ ڈبے ایک نالے میں گر گئے ڈرائیور اور فائرمین ہلاک ہو گئے اور متعدد مسافر مجروح ہوئے۔

آگرہ ۲۷ مارچ۔ آج آگرہ میں لکڑی کے چند گوداموں میں آگ لگ گئی جس کے نتیجہ میں کئی ہزار روپے کا نقصان ہو گیا۔

امرتسر ۲۵ مارچ۔ امرتسر کے ایک سرکردہ ہندو تاجر لالہ بہار چند نے آج ٹرین کے نیچے آ کر خودکشی کر لی۔ اس کے اس فعل کے متعلق شہر میں مختلف قیاس آرائیاں کی جا رہی ہیں

عدیس آبابا ۲۵ مارچ۔ ہرار کی اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ اوگاڈن میں اطالویوں نے پیش قدمی شروع کر دی ہے۔

رنگون ۲۵ مارچ۔ برما کے مختلف اضلاع سے آتشزدگی کی اطلاعات آ رہی ہیں۔ مولمین میں دھان کا ایک کارخانہ جل جانے سے دو لاکھ روپیہ سے زائد کا نقصان ہو گیا۔ ایک اور مقام میں ۴۸ لکڑی کے مکانات جل کر راکھ ہو گئے۔ جس کے نتیجہ میں چھ سو اشخاص بے خانماں ہو گئے

لاہور ۲۶ مارچ۔ آج سے مسٹر ایچ ایل۔ او گیرٹ گورنمنٹ کالج لاہور کی پرنسپل شپ سے ریٹائر ہو گئے ہیں۔ ان کی جگہ مسٹر جی۔ ڈی۔ سوندھی کو جو کالج میں اقتصادیات اور پولیٹیکل سائنس کے پروفیسر ہیں پرنسپل مقرر کیا گیا ہے۔ مسٹر سوندھی گورنمنٹ کالج لاہور کے پہلے ہندوستانی پرنسپل ہیں۔

نئی دہلی ۲۵ مارچ۔ آج کونسل آف سٹیٹ کے اجلاس میں ایک رزولیوشن پیش کیا گیا جس میں گورنمنٹ ہند پر زور دیا گیا۔ کہ ہندوستان کے تعلیم یافتہ طبقہ میں بے روزگاری کو دور کرنے کے لئے یو پی کی بے روزگاری کمیٹی کی سفارشات پر عملدرآمد کیا جائے۔ مختلف اراکین نے تقریریں کیں بالآخر رزولیوشن متفقہ طور پر پاس کیا گیا۔

عدیس آبابا ۲۵ مارچ۔ کل جججگا اور نواحی دیہات پر دس اطالوی طیاروں نے تیسری بار بمباری کی۔ بمباری کئی گھنٹے تک ہوتی رہی۔

لنڈن ۲۶ مارچ۔ تیرہ نمائندوں پر مشتمل لیگ کمیٹی کے صدر نے اٹلی اور حبشہ کے درمیان تصفیہ کے لئے فریقین سے گفت و شنید شروع کر دی ہے امید کی جاتی ہے کہ گفت و شنید کو جاری رکھنے کے لئے وہ کچھ دن اور لنڈن رہیں گے۔

لاہور ۲۵ مارچ۔ کل ڈسٹرکٹ جج لاہور کی عدالت میں مسجد شہید گنج کے سلسلہ میں سکھوں کے خلاف ڈاکٹر عالم کے دائر کردہ دیوانی دعویٰ کی مزید سماعت ہوئی۔ مزید گواہان کے بیانات قلمبند کئے گئے۔ گوردوارہ شہید گنج کے سابق [illegible] نے شہادت دیتے ہوئے کہا کہ شہید گنج میں ایک مسجد تھی جس پر میرے بزرگوں کا قبضہ تھا۔ اس میں تین مینار تھے۔

ٹوکیو ۲۵ مارچ۔ حکومت جاپان نے تیرہ سو سابق سپاہیوں میں سے جنہوں نے گذشتہ بغاوت میں حصہ لیا تھا۔ تیرہ سو کو رہا کر دیا ہے۔

لاہور ۲۴ مارچ۔ مسجد شہید گنج کے سلسلہ میں ایک نوجوان محمد اسحٰق کو جسے ہزام سنگھ کنسٹیبل کے قتل کے الزام میں سزائے موت ہوئی تھی آج تختہ دار پر لٹکا دیا گیا

حیدر آباد ۲۵ مارچ۔ کل اعلیٰحضرت نظام حیدر آباد دکن مع دیگر افراد خاندان علی گڑھ سے واپس وارد حیدر آباد ہوئے ریاست کے اعلیٰ حکام نے آپ کا خیر مقدم کیا

امرتسر ۲۵ مارچ۔ گیہوں حاضر ۲ روپے ۴ آنے ۹ پائی۔ نخود حاضر ۱ روپیہ ۱۵ آنے ۹ پائی۔ سونا دیسی ۳۵ روپے ۸ آنے ۶ پائی۔ اور چاندی دیسی ۵۰ روپے ۲ آنے

نئی دہلی ۲۵ مارچ۔ سردار ولبھ بھائی پٹیل کی علالت تشویشناک صورت اختیار کر رہی ہے۔

لنڈن ۲۵ مارچ۔ تین دن کی بحث کے بعد دارالامراء نے آٹھ کے مقابلہ میں ۱۰۹ آراء سے تجاویز دفاع ملکی کو منظور کر لیا ہے۔

پٹنہ ۲۵ مارچ۔ آج پٹنہ کونسل کے باہر کسانوں کے ایک جم غفیر نے مظاہرے کئے ان کا مطالبہ تھا کہ انہیں کونسل چیمبر میں جانے کی اجازت دی جائے تاکہ وہ اپنی شکایات پیش کر سکیں۔ مگر انہیں اندر جانے کی اجازت نہ دی گئی۔ کونسل کے ارکان نے گورنمنٹ کو کسانوں کی شکایات معلوم کرنے کی درخواست کی ہے

نئی دہلی ۲۵ مارچ۔ کانگرسی لیڈر مسٹر گاندھی کو لکھنؤ جانے پر رضامند کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

نئی دہلی ۲۵ مارچ۔ آج اسمبلی نے ۴۷ کے مقابلہ میں ۴۹ آراء سے حکومت کوئٹہ کی تعمیر کے متعلق اخراجات کو حد سے زیادہ قرار دیدیا۔

نیویارک ۲۵ مارچ۔ امریکہ کے سیلاب زدہ علاقہ میں پانی کم ہو جانے سے حالات رو بہ اصلاح ہو رہے ہیں۔

نئی دہلی ۲۵ مارچ۔ اسمبلی میں کانگرس اور نیشنلسٹ پارٹی کو متحد کرنے کے سوال پر آج پنڈت جواہر لال نہرو نے پنڈت مالویہ سے تبادلہ خیالات کیا۔

جموں ۲۵ مارچ۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ ریاست جموں میں زلزلہ کا ایک شدید جھٹکا محسوس کیا گیا

آسام ۲۵ مارچ۔ ڈبرو گڑھ (آسام) میں شدید طوفان کے باعث مکانوں کی چھتیں اڑ گئیں۔ متعدد دیوار گریں کی دیواریں گر گئیں اور بہت سے آدمی زخمی ہو گئے۔

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی